ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

دسمبر 2018ء

دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۷ جون ۲۰۱۵ء کو جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر بمقام کالسروئے اختتامی خطاب میں دعوۃ الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرمایا:

دعوت الی اللہ کا کام ایک مستقل کام ہے ۔ سال کا ایک رابطہ کافی نہیں ہے بلکہ سارا سال توجہ کی ضرورت ہے۔اس کے لئے اگر ذاتی تعلقات وسیع کئے جائیں تو پھر ہی سارا سال توجہ رہ سکتی ہے ۔ اور یہ تعلق ہی پھر نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے ۔ جتنی بیعتیں جہاں بھی ہو رہی ہیں اکثریت ان کی ہے جن کے ساتھ ذاتی تعلقات قائم ہوئے ہوئے ہیں اور ایک عرصے تک قائم رہے اور اس کے نتیجے میں بیعتیں ہوئیں۔

(دعوۃ الی اللہ کی اہمیت اور ضرورت ۔ شعبہ نورالاسلام قادیان ، صفحہ ۱۸)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا

جماعت احمدیہ کینیڈا کا تعلیمی، تربیتی اور دینی مجلّہ

دسمبر 2018ء جلد نمبر 47 شمارہ 12

فہرست مضامین

☆	قرآن مجید	2
☆	حدیث النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	2
☆	ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	3
☆	سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطباتِ جمعہ کے خلاصہ جات	4
☆	ایک پُر جوش داعی الی اللہ از مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا	7
☆	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از مکرم مولانا ارجمند خاں صاحب مرحوم	8
☆	پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکر و دانش اور عوام کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے بعض انتباہات	11
☆	احمدیوں سے پاکستان کی شان از مکرم جمیل احمد بٹ صاحب	15
☆	مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں از مکرم محمد محمود طاہر صاحب	19
☆	رپورٹ: جامعہ احمدیہ کینیڈا	20
☆	رپورٹ: جماعت احمدیہ ملٹن میں مشاعرہ کی ایک تقریب از مکرم رانا منور احمد صاحب	23
☆	بعض دیگر مضامین اور اعلانات	26
☆	شعبہ تصاویر کینیڈا	

نگران
ملک لال خاں
امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیر اعلیٰ
مولانا ہادی علی چوہدری
نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

مدیران
ہدایت اللہ ہادیؔ اور عثمان شاہدؔ

معاون مدیران
حافظ رانا منظور احمد اور شفیق اللہ

نمائندہ خصوصی
محمد اکرم یوسف

معاونین
مسعود ناصر، فوزیہ بٹ، غلام احمد عابدؔ

تزئین و زیبائش
شفیق اللہ

مینیجر
مبشر احمد خالدؔ

رابطہ
editor@ahmadiyyagazette.ca
Tel: 905-303-4000 ext. 2241
www.ahmadiyyagazette.ca

قرآن مجید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَتُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ ؕ وَلَوۡ اٰمَنَ اَہۡلُ الۡکِتٰبِ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ مِنۡہُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ وَاَکۡثَرُہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ○

(سورۃ آل عمران 111:3)

تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے لئے بہت بہتر ہوتا۔ان میں مومن بھی ہیں مگر اکثر ان میں سے فاسق لوگ ہیں۔

حدیث النبی ﷺ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ، وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔

(صحیح مسلم ۔ کتاب الایمان ، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان و سنن ابوداؤد۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین ، **صفحہ** 377)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو شخص برائی دیکھے اور اُس میں اُس کے روکنے کی مؤثر طاقت ہو تو وہ اُس کو اپنے ہاتھ سے روک دے اور اگر اُس میں ایسا کرنے کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکنے کی کوشش کرے۔اگر اُس کی بھی طاقت نہ ہو یعنی اُس کی بات کا اثر نہ ہو تو دل میں برا منائے۔اور یہ کمزوری کے لحاظ سے ایمان کا آخری درجہ ہے یعنی برائی کو اگر دل میں بھی برا نہ مانے تو اُس کے ایمان کی کیا قدر و قیمت!

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا، وَبَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا

(صحیح مسلم ۔ کتاب الجہاد ، باب فی الامر بالتیسیر وترک التنفیر۔ **بحوالہ حدیقۃ الصالحین ، صفحہ** 377)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا لوگوں کے لئے آسانی مہیا کرو، اُن کے لئے مشکل پیدا نہ کرو، خوش خبری دو، اُن کو مایوس نہ کرو۔

ارشادات سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِس زمانہ کی بڑی عبادت

ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس زمانہ کے درمیان جو فتنہ اسلام پر پڑا ہوا ہے، اس کے دور کرنے میں کچھ حصہ لے۔ بڑی عبادت یہی ہے کہ اِس فتنہ کو دور کرنے میں ہر ایک مسلمان کچھ نہ کچھ حصہ لے۔ اس وقت جو بدیاں اور گستاخیاں پھیلی ہوئی ہیں چاہئے کہ اپنی تقریر اور علم کے ذریعہ سے اور ہر ایک قوت کے ساتھ جو اس کو دی گئی ہے۔ مخلصانہ کوشش کے ساتھ ان باتوں کو دنیا سے اُٹھا دے۔ اگر اسی دنیا میں کسی کو آرام اور لذت مل گئی، تو کیا فائدہ۔ اگر دنیا میں ہی درجہ پالیا تو کیا حاصل۔ عقبیٰ کا ثواب لو، جس کی انتہا نہیں۔ ہر ایک مسلمان کو خدا تعالیٰ کی توحید و تفرید کے لئے ایسا جوش ہونا چاہئے، جیسا کہ خود اللہ کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا۔ جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپؐ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو۔ کیا یہ وقت ہے کہ مسلمان خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ اگر اس وقت کوئی شخص کھڑا نہیں ہوتا اور حق کی گواہی دے کر جھوٹے کے منہ کو بند نہیں کرتا اور جائز رکھتا ہے کہ کافر لوگ بےحیائی سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگاتے جائیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے جائیں۔ تو یاد رکھو کہ وہ بےشک بڑی باز پرس کے نیچے ہے۔ چاہئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تمہیں حاصل ہے، وہ اس راہ میں خرچ کرو۔ اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ۔ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ اگر تم دجال کو نہ مارو تب بھی وہ مَر ہی جائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ ہر کمالے را زوالے۔ تیرھویں صدی سے یہ آفتیں شروع ہوئیں اور اب وقت قریب ہے کہ اُس کا خاتمہ ہو جائے، اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔

(ملفوظات۔ جلد اول، صفحہ 261)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد فرمودہ خطباتِ جمعہ ماہ ستمبر 2018ء کے خلاصہ جات

خطبہ جمعہ فرمودہ 7 ستمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

الحمدللہ آج سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہو رہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ ایک اور جلسہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ جلسہ سالانہ کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے کہ جلسہ کوئی دنیوی میلہ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں اکٹھا ہونا کوئی تعداد دکھانے کے لئے ہے یا دنیا پر کوئی اثر ڈالنا ہے۔ بلکہ جلسہ میں صرف للہ آنا چاہئے تاکہ وہ اپنی روحانیت بڑھانے والے ہوں اور حقوق العباد ادا کرنے میں بڑھنے والے ہوں۔

لیکن افسوس ہے کہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو جلسہ میں صرف شغل کے لئے یا دوستوں سے ملنے آتے ہیں۔ ایسے لوگ بچوں اور نوجوانوں کے لئے ایک برا نمونہ قائم کرتے ہیں۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ جلسہ خالص تقویٰ میں بڑھانے کے لئے ایک دینی اجتماع ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جلسہ کا مقصد یہ ہے کہ شاملین میں خوفِ خدا پیدا ہو اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری میں بڑھنے والے ہوں۔ تقویٰ کے معانی ہیں ہر ایک باریک در باریک گناہ سے بچنا۔ تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہئے۔ اب ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم باریک در باریک گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا محاسبہ کرے اور اس کے مطابق عمل کرنے والا ہو تب ہم جلسہ کا مقصد حاصل کرنے والے ہوں گے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں مومن پر شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح زہر کا اثر یا تریاق یا دوائی کا اثر انسان پر فوراً شروع ہو جاتا ہے اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اس لئے یہ ہو نہیں سکتا کہ انسان متقی ہو اور اس کا اثر سامنے نہ آئے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اس جماعت کا مقصد بھی یہی ہے کہ وہ حقیقی تقویٰ اور طہارت جو دنیا سے گم ہو چکے ہیں انہیں دوبارہ دنیا میں قائم کیا جائے۔

پھر حضور علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تقویٰ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں اور وہ اخوت اور بھائی چارہ میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ دونوں شاملینِ جلسہ اور کارکنانِ جلسہ اس میں بڑھنے والے ہوں۔ اگر تقویٰ ہوگا تو یہ خصوصیت پیدا ہوں گی۔ اس طرح جلسہ کا ماحول بھی بہتر ہوگا اور جلسہ کا حقیقی مقصد بھی پا لیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ قولوا للناس حسناً کہ لوگوں سے نرمی سے بات کیا کرو۔ یہ بات ہر وقت ہی لاگو ہوتی ہے لیکن جلسہ کے دنوں میں خاص طور اس کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ اگر کوئی سخت بات کرے اور آپ اس کا نرمی سے جواب دیں گے تو لازماً اس پر اثر پڑے گا اور یوں اس کی تربیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نوازتا ہے جو اس کی خاطر اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھتے ہیں۔ عہدیداروں اور کارکنان کی یہ اول ذمہ داری ہے کہ ان باتوں کو اپنائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعلیٰ اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے۔ ہمیں رسول اللہ صلعم کی طرف دیکھنا چاہئے جو ہمارے لئے نمونہ ہیں۔ ہر قسم کی تکلیف اور پریشانی آپؐ کو پہنچی اور آپؐ نے اس کو برداشت کیا۔ اس کے باوجود صحابہ رضوان اللہ اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی کو آپؐ سے زیادہ مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا یعنی ہر حال میں آپ مطمئن رہتے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ خیر سے بھی محروم کیا گیا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مہمان کا دل مثلِ آئینہ کے ہوتا ہے جو ذرا سی ٹھیس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایک مہمان سے اچھا برتاؤ کریں تاکہ ہر مہمان جلسہ سے اچھی یادیں ساتھ لے کر جائے۔ اسی طرح مہمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے یہاں آنے کا مقصد تقویٰ میں بڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ اگر یہ مقصد ہوگا تو کسی قسم کی رنجش آپ کی پیدا ہی نہیں ہو گی۔ اگر ڈیوٹی والوں سے کوئی کمی بھی دیکھیں تو اس پر صبر کریں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ صرف جلسہ پر آنے سے کوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان نہیں بن جاتا جب تک آپ ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں جو حضور علیہ السلام نے بیان فرمائیں ہیں۔ اگر آپ کی حرکات جلسہ کے مطابق نہ ہوں تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مہمان نہیں کہا جا سکتا۔ اصل غذا جس کے لئے آپ یہاں آئے ہیں وہ روحانی غذا ہے۔

ساتھ ہی جلسہ کے دنوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل درود بھیجتے رہیں۔ ذکرِ الٰہی میں مصروف رہیں۔ دعاؤں کی طرف خاص توجہ دیں۔ نمازوں کو ان دنوں میں توجہ سے ادا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جب تک ہماری جماعت تقویٰ اختیار نہ کرے نجات نہیں پا سکتی۔ خدا تعالیٰ اپنی حفاظت میں نہ لے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعت احمدیہ بیلجیم کا جلسہ شروع ہو رہا ہے۔ حالیہ سالوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بیلجیم نے کافی ترقی کی ہے۔ تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے اور مساجد اور مشن ہاؤس کی تعداد میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ اس ظاہری ترقی کے ساتھ احباب جماعت میں بھی یہ احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ضروری ہے کہ ہم نیکی اور تقویٰ میں بھی اسی طرح بڑھنے

والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کے حقیقی مقصد کو پانے والے ہوں۔ پس ہر وقت اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ اور خاص طور پر ان ممالک میں جہاں مذہب اور خدا تعالیٰ کے احکام پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ ان ممالک میں خاص طور پر احتیاط کرنی چاہئے ایسا نہ ہو کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو کر اللہ تعالیٰ کو ہم ناراض کرنے والے ہوں۔ ہم میں سے اکثر یہاں دین کے نام پر آئے ہیں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔

چونکہ انسان کمزور ہے اس لئے بعض اوقات دنیا کی طرف بہت زیادہ راغب ہو جاتا ہے۔ دنیا کمانا کوئی بری چیز نہیں لیکن دنیا داروں کی طرح اس پر گرنا برا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ نے دنیا کے شغلوں کو جائز رکھا ہے کیونکہ اگر یہ نہ ہوں تو اس راہ سے بھی ابتلا آ جاتا ہے۔ لیکن ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے۔ دنیا کے شغلوں کو اس حد تک استعمال کرو کہ وہ دینی مقاصد میں مدد کرنے والے ہوں۔ ہم دنیوی شغلوں سے منع نہیں کرتے لیکن اس شرط پر کہ اصل مقصود دین ہو۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں عطا فرمائی ہے کہ کام، نوکری اور کاروبار کرنا ضروری ہے لیکن ہم ان چیزوں میں اس حد تک نہ ڈوب جائیں کہ دین کی فکر ہی نہ رہے۔ اگر حقیقی مقصد دین ہو تو دنیا بھی ملے گی اور دین بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ نہ ہو کہ دنیا میں اس حد تک ڈوب جاؤ کہ خدا کا خانہ بھی دنیا سے ہی بھر دے۔ جو شخص ایسا کرے گا وہ صرف کہنے کو احمدی ہو گا اور میری بیعت صرف لفظی ہو گی اور کوئی حقیقت اس میں نہ ہو گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رہبانیت یعنی پوری طرح دنیا سے کٹ جانا اس سے اسلام نے منع کیا ہے کیونکہ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ ایک حقیقی مومن کو جس قدر دنیوی تعلقات اور دولت نصیب ہوتی ہے مومن اس کو اپنے حقیقی مقاصد کے لئے استعمال کرتا ہے۔ پس ایک مومن دولت کی سواری کو استعمال کر کے دین کی منزلیں طے کرتا ہے اور دنیا کو دین کا غلام بناتا ہے نہ یہ کہ خود دنیا کا غلام بن جائے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں دعا سکھائی ہے کہ:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (سورۃ البقرۃ 2:202)

یعنی اے ہمارے رب ہمیں اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور آگ کے عذاب سے بچا۔

اس جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے آخرت سے پہلے دنیا کو رکھا ہے لیکن کس دنیا کو۔ ایسی دنیوی زندگی جو ہمیں بھلائی کی طرف لے جانے والی ہو۔ پس ایسی دنیا کمانے کی کوشش کرنی چاہئے جو آخرت میں بھی ہمارے لئے بہتر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ مت خیال کرو کہ کوئی ظاہری دولت کسی شخص کے لئے اطمینان یا سکینت کا باعث ہو جاتی ہے۔ وہ اطمینان اور تسلی جو بہشت جیسی ہے وہ ان چیزوں سے نہیں ملتی بلکہ خدا میں زندہ رہنے اور مرنے سے مل سکتی ہے یعنی ہر وقت اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی حالت میں رہنا۔ لذاتِ دنیا ایک قسم کی ناپاک حرص پیدا کر کے پیاس کو بڑھا دیتی ہیں یہاں تک کہ انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ مال اور اولاد اسی لئے تو فتنہ کہلاتی ہیں کہ وہ بندہ اور خدا کے درمیان ایک روک پیدا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ اس کی طرف قدم بڑھائیں۔ اسی ذریعہ سے ہم اس پردہ اور روک کو ہٹا سکتے ہیں جو ہمارے اور خدا کے درمیان میں ہے۔ پس دنیا سے جو تعلق ہو وہ خدا میں ہو کر ہو یعنی خدا کی رضا کی خاطر ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تم سے چاہتا ہے کہ تم حقیقی مسلمان بنو یعنی پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو۔ یہ نہیں کہ کبھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جائے اور جب دنیا کی لذات دیکھیں تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو کر دنیا کی طرف جھک گئے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ اس لحاظ سے ہم احمدی خوش قسمت ہیں کیونکہ ہماری راہنمائی کے لئے اور ہمیں بار بار توجہ دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں مختلف ذرائع پیدا فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک جلسہ سالانہ بھی ہے جو ہمیں حقیقی انسانی زندگی کے مقصد کی طرف توجہ دلانے والا ہے اور ہمیں دنیا کو دین کا غلام بنانے کی تلقین کرتا ہے۔ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہی ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمام مخلصین اور بیعت کرنے والوں پر ظاہر ہو کہ بیعت کی غرض یہ ہے کہ دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت غالب آ جائے۔

حضورِ انور نے جلسہ میں آنے والوں کو نصائح فرمائیں کہ آنے والوں کو سوچنا چاہئے کہ کیا وہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمائے ہیں۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن پر روحانیت اور نیک ماحول کا بہت اثر ہوتا ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری حالتوں میں ایک انقلاب آ جائے خاص طور پر ان لوگوں کے لئے جو ایک سال میں ایک سے زیادہ جلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس زمانہ میں خلیفۂ وقت بھی حضور علیہ السلام کی نمائندگی میں ہی لوگوں کو اس راہ کی طرف بلا رہے ہیں۔ اس لئے ایم ٹی اے کی طرف بھی خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور جو لوگ ایسا نیک نیتی سے کرتے ہیں وہ یقیناً اپنے اندر ایک پاک تبدیلی بھی پا لیتے ہیں۔

اللہ کرے کہ دنیا ہر احمدی کے لئے ثانوی حیثیت رکھے اور حقیقی مقصد اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق ہو۔ اس چیز کی آج دنیا کو بہت ضرورت ہے۔

آخر میں حضورِ انور ایدہ اللہ نے شاملینِ جلسہ کو بعض انتظامی ہدایات بھی فرمائیں۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 2 ستمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

گزشتہ دنوں میں اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم میں شرکت کی توفیق دی۔ دونوں جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بابرکت تھے۔ جرمنی میں سالہا سال سے خلیفۂ وقت شامل ہو رہے ہیں اور نظامِ جلسہ مضبوط ہو چکا ہے۔ بہت سے مختلف ممالک سے لوگ جرمنی کے جلسہ میں تشریف لاتے ہیں اور اچھا تاثر لے کر ہمارے جلسہ سے جاتے ہیں۔ انہوں نے اظہار کیا کہ ہمیں یہاں آ کر پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور میڈیا جو اسلام کی غلط اور بھیانک تصویر پیش کرتا ہے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے الٹ ہے۔ یہ لوگ ہر احمدی کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں کہ ان کا عمل کیسا ہے۔ تعلیم اگر اچھی بھی ہو لیکن تعلیم کو ماننے والوں کا عمل اچھا نہ ہو تو تعلیم کا اثر قائم نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے ہم سب ایک خاموش تبلیغ کر رہے ہوتے ہیں۔

لوگ تو ہمیں نعوذ باللہ مسلمان نہیں سمجھتے لیکن ہم سے ملنے کے بعد یہ غلط تاثر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شامل ہونے والے رضا کاروں کی تعریف کرتے ہیں۔

بیلجیم کی جماعت نے بڑے اچھے انتظامات کئے باوجود اس کے کہ وہ ایک نسبتاً چھوٹی جماعت ہے۔ کارکنان نے دونوں جلسوں میں بڑا اچھا کام کیا جس کے لئے میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کارکنان کو بھی شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ انہیں خدمت کا موقع ملا ہے اور آئندہ سالوں میں اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پس ہر جگہ جماعت غیروں پر اچھا اثر قائم کرتی ہے۔ اس لئے ہر احمدی کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں اپنی حالتیں کس قدر بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا ہر پروگرام اور ہر اجتماع لوگوں پر نیک اثر چھوڑنے والا ہونا چاہئے۔

بوسنیا سے ایک غیر احمدی امام آئے ہوئے تھے۔ وہ جلسہ میں شمولیت اس لئے کر رہے تھے کہ وہ بذاتِ خود جماعت کے بارہ میں تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ جلسہ کے بعد انہوں نے کہا کہ احمدی جماعت ہی آج حقیقی تبلیغی کام کر رہی ہے۔ جامعہ احمدیہ دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ آج جماعت ہی وہ واحد مسلم گروہ ہے جو دنیوی اور دینی طور پر مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ کو دوبارہ قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ میری بھی ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے انہیں اسلامی اصول کی فلاسفی اور دعوت الامیر پڑھنے کا مشورہ دیا۔

اس سال بلغاریا سے بھی لوگوں کا گروہ آیا تھا جس میں تیس سے زائد غیر مسلم دوست تھے۔ ان میں سے ایک خاتون نے کہا کہ جلسہ پر روحانی ماحول تھا۔ لوگ بہت نیک تھے اور تقاریر سے بہت روحانی فائدہ ہوا۔

ایک اور عیسائی خاتون کہتی ہیں کہ ایک بات جو مجھے بہت پسند آئی وہ یہ تھی کہ مرد عورتوں کی بے انتہا عزت کر رہے تھے اور ان کا سلوک نہایت احسن تھا۔ عیسائیت میں میں نے مردوں کا خواتین سے ایسا حسنِ سلوک نہیں دیکھا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ تمام احمدی مردوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اچھا سلوک صرف جلسہ کے دنوں میں نہ ہو بلکہ حقیقی اسلامی تعلیم پر ہر دن ہمیں عمل کرنا چاہئے۔

ایک مسلمان دوست محمد یوسف صاحب جلسہ میں شامل ہوئے جنہوں نے کہا کہ انہیں جماعت کے خلاف جو اعتراضات تھے وہ دور ہو گئے۔ ہر طرف سکون کا ماحول تھا۔ جلسہ کے دوران ہی میں نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

لیٹویا سے ایک غیر احمدی پاکستانی طالبِ علم بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ جس طور سے جماعت غیر مسلموں کو تبلیغ کرتے ہیں وہ نہایت مؤثر ہے۔ جو ذاتی طور پر جماعت پر میرے سوالات تھے وہ بھی دور ہو گئے اور میں نے قریب سے دیکھا کہ احمدیوں کا وہی اسلام ہے جو ہمارا اسلام ہے۔

لیٹویا سے ایک سری لنکن پروفیسر بھی جلسہ میں شامل ہوئے جو بدھ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جلسہ سے یہ سیکھا ہے کہ احمدیہ جماعت محبت کرنے والی ہے اور آپ لوگوں کا نظام یہ بتاتا ہے کہ آپ میں یہ قابلیت ہے کہ دنیا کو بہتر طریق کی طرف لے جائیں۔

کوسووو کے ایک وکیل کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ملک میں بھی اسلامی اجتماع دیکھے ہیں لیکن ایسا جلسہ کبھی نہیں دیکھا۔ میرے خیال میں تمام کامیابی کی جڑ خلیفۂ وقت کی ذات ہے جن کی وجہ سے تمام احمدی ایک ہی لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔

لیتھوینیا سے ایک مہمان نے کہا کہ میں یہاں اسلام کے بارہ میں سیکھنے آیا ہوں۔ میں ایک مصنف ہوں۔ یہاں میں نے خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا کو خوش کرنے کے متعلق بہت کچھ سیکھا۔ میں واپس جا کر جماعت کے متعلق اپنے میگزین میں ایک کالم بھی لکھوں گا باوجود اس بات کے کہ اس کی وجہ سے میری مخالفت بھی ہوگی۔

تاجکستان سے ایک غیر احمدی مسلمان سیاستدان بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت کی تعلیم اور نظام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مستقبل میں جماعت امتِ مسلمہ کو اکٹھا کرنے میں ایک بڑا کردار ادا کرے گی۔

حضورِ انور نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم میں پریس اور میڈیا کوریج کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح لاکھوں لوگوں تک اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے نیک اور دیرپا نتائج ظاہر فرمائے۔

حضورِ انور نے خطبہ جمعہ کے آخر میں مکرم سید حسنات صاحب آف کینیڈا کے اخلاص اور ان کی جماعت کے لئے بے شمار علمی خدمات کا ذکر فرمایا۔ اور ان کی نمازِ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا۔

اور اس کے بعد حضور انور نے مکرمہ مبارک شوکت حافظ صاحبہ کی نمازِ جنازہ کا اعلان فرمایا جو حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ انڈونیشیا اور ہالینڈ کی اہلیہ تھیں۔

تیسرا جنازہ چوہدری خالد سیف اللہ صاحب کا ہے جو نائب امیر آسٹریلیا کے طور پر جماعت کی خدمت بجالا رہے تھے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ 28 ستمبر 2018ء

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدری صحابہ کا ذکر جاری ہے۔ آپؐ کے ایک صحابی حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپؓ ان صحابہؓ میں شامل ہیں جو بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل ہوئے۔ تمام غزوات میں آپؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ شامل ہوئے۔ جنگِ یمامہ میں آپؓ کی شہادت ہوئی۔

ایک صحابی کو ایک مرتبہ سانپ نے کاٹ لیا تو رسول اللہ صلعم نے ان کو حضرت عمارہؓ کے پاس بھیجا کہ وہ دم کریں تو اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ یہ دم کرنا یا دعا کرنا یقیناً رسول اللہ صلعم نے ہی آپؓ کو سکھائی تھیں۔

غزوہ تبوک کے موقع پر ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم کی اونٹنی گم ہو گئی۔ حضرت عمارہؓ بھی ساتھ تھے۔ آپؓ کے ساتھ ایک نو مسلم شخص تھا جو کچھ حد تک نفاق ظاہر کرتا تھا۔ اس نے اس موقع پر سوال کیا کہ کیا محمد صلعم نے تو نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ تمہیں غیب کی خبریں دیتا ہے اور خود نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کدھر ہے۔ یہ بات جب رسول اللہ صلعم تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ یقیناً میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ مجھ پر ظاہر کرے۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو الہاماً اونٹ کا پتہ بھی بتا دیا تو رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو بھی بتا دیا۔ اس کے بعد حضرت عمارہؓ نے اس نو مسلم کو اپنے آپؓ سے علیحدہ کر دیا۔

دوسرے صحابی جن کا ذکر ہو گا وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپؓ کی وفات 32 ہجری میں ہوئی۔ آپؓ نے ابتدا میں اسلام قبول کیا۔ آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں چھٹا انسان تھا جس نے اسلام قبول کیا۔ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں بلوغت کی عمر کو پہنچ گیا تو بکریاں چرا رہا تھا۔ رسول اللہ صلعم کا وہاں سے گزر ہوا تو آپؐ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے دودھ مانگا۔ انہوں نے کہا کہ امین ہونے کے ناطے میں آپؐ کو دودھ نہیں دے سکتا۔ رسول اللہ صلعم نے کہا کہ کوئی ایسی بکری لے آؤ جو دودھ دینے والی نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ میں ایک جوان بکری آپؐ کے پاس لے گیا۔ دعا کر کے رسول اللہ صلعم نے تھن پر ہاتھ پھیرا تو دودھ آنے لگا۔ جب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے دیکھا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلعم مجھے بھی کچھ سکھا دیں۔ جن چار لوگوں سے رسول اللہ صلعم نے قرآن سیکھنے کی تلقین فرمائی ان چار چوٹی کے استادوں میں سب سے اول حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

(باقی صفحہ 25)

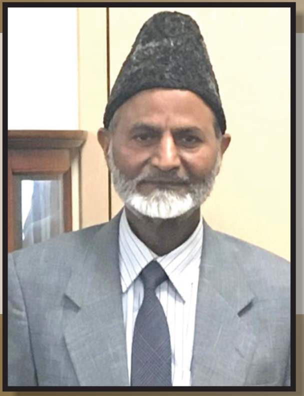

ایک پُرجوش داعی الی اللہ

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے ایف ایس سی کرنے کے بعد ستمبر 1962ء میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں سول انجینئرنگ کے لئے داخلہ لیا تو یونیورسٹی کے عمر ہوسٹل کے کمرہ نمبر 32 میں جگہ ملی۔ اس سال ٹی آئی کالج کے پانچ چھ طلباء کو انجینئرنگ میں داخلہ ملا تھا ان میں سے ہم چار عمر ہوسٹل میں اکٹھے رہنے لگے۔ مجھے احمدیت کی سعادت سے فیض یاب ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے اور تبلیغ کا شوق جنون کی حد تک تھا۔

ہوسٹل میں آئے چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ ہم نے دیکھا راولپنڈی سے آئے ہوئے چند طلباء نے اپنے کمرے کا نام ’پنڈی ہاؤس‘ رکھ لیا۔ کوئٹہ کے طلباء نے ’کوئٹہ ہاؤس‘ رکھ لیا۔ ہمیں خیال آیا کہ ہم کیوں نہ اپنے کمرہ کا نام ’’ربوہ ہاؤس‘‘ رکھ لیں تاکہ لوگوں کو پتہ چلے کہ ہم احمدی ہیں اور اس طرح تبلیغ کرنے کے مواقع پیدا ہوں۔ چنانچہ ہم نے اپنے دروازے پر ’’ربوہ ہاؤس‘‘ لکھ دیا۔ یہ طریق واقعی مفید ثابت ہوا۔ جو طلباء سامنے کے برآمدہ سے گزرتے وہ ’’ربوہ ہاؤس‘‘ پڑھتے۔ جو مذہبی تھے وہ یہ نام پڑھ کر اظہار نفرت کرنے کے لئے فرش پر پیر پٹختے۔ ہم ان کا شور سنتے تو خوش ہوتے کہ ہمارا اشتہار کام کر رہا ہے۔

اگلے چند ماہ بہت سے طلباء ملنے آتے اور جماعت کے بارہ میں سوالات کرتے۔ مذہبی ذوق رکھنے والے طلباء سے تفصیل سے تبلیغی گفتگو ہوتی۔ سال کے اختتام تک ہمارا کمرہ جماعت کے تبلیغی مرکز کی حیثیت حاصل کر چکا تھا۔ وہ زمانہ جماعت کے لئے نسبتاً بہت پُرامن تھا۔ جماعت کی مخالفت انفرادی سطح پر تھی۔ تعلیمی اداروں کی طرف سے یا مذہبی گروہ بندیوں کی بنیاد پر مخالفت ابھی شروع نہیں ہوئی تھی ورنہ ہم ہوسٹل میں ’’ربوہ ہاؤس‘‘ قائم نہ رکھ سکتے۔ 32 عمر ہوسٹل میں ہم چار احمدی بھائی تھے، میرے علاوہ مکرم کریم احمد صاحب طاہرؔ، مکرم عبد السلام صاحب ارشدؔ اور میجر میاں بشیر احمد صاحب طارق منہاس تھے۔ ہمارے پانچویں احمدی بھائی مکرم محمود مجیب اصغر مجاہد بھیروی صاحب تھے (یہ ان کا مکمل نام نہیں کیونکہ ابھی میں نے قریشی نہیں لکھا) وہ ایک قریبی کمرے میں رہتے تھے مگر نمازوں اور تبلیغی کاروائیوں میں ہمارے ساتھی تھے۔ اگلے سال ہمارا ہوسٹل بدل گیا اور ہمیں دو، دو طلباء کے لئے نسبتاً چھوٹے کمروں والے ہوسٹل میں جگہ ملی۔ اس طرح بادل نخواستہ ’’ربوہ ہاؤس‘‘ کو خیر آباد کہنا پڑا۔

اس زمانہ کے دو پیارے احمدی دوست مکرم خواجہ محمد اکرم صاحب اور مکرم میر ظفر اقبال صاحب تھے جو پاکستان ریلوے کے ایک قریبی ہوسٹل میں رہتے تھے۔ مکرم خواجہ صاحب بہت ہی منکسر اور دلوں کو موہ لینے والا جمالی مزاج رکھتے تھے۔ مکرم میر ظفر اقبال صاحب جلالی طبیعت کے مالک تھے۔ ان کے لمبے قد اور بارعب شخصیت کو ان کے چہرہ پر دوڑتی رہنے والی مسکراہٹ معتدل بنانے کی کوشش میں رہتی تھی۔ ان کے مزاج کا مختصر ترین الفاظ میں تعارف ’’تبلیغ کا جنون‘‘ کے الفاظ میں کرایا جا سکتا ہے۔ وہ قریب ہی واقع پاکستان ریلوے کے ایک ہوسٹل میں مقیم تھے۔ نمازوں اور تبلیغی مباحثات کے لئے وہ ’’ربوہ ہاؤس‘‘ چلے آتے تھے۔ اگر کوئی غیر از جماعت دوست انہیں مل جاتا جو ان کی باتیں سننے کے لئے تیار ہو جاتا تو ایسے ہی خوش ہوتے جیسے شکار سے لوٹنے والا شکاری جس کے بیگ شکار سے بھرے ہوں۔ اگر کوئی غیر از جماعت دوست نہ ملتا تو وہ ’’ربوہ ہاؤس‘‘ میں مقیم افراد میں سے کسی ایک کو لے بیٹھتے اور کہتے ’’اج کی بھنڈی اے؟‘‘ مراد یہ ہوتی کہ آج کس موضوع پر گفتگو کی جائے۔ تبلیغی گفتگو ان کی روح کی غذا تھی اور جس دن انہیں اس کا موقع نہ ملتا وہ ایسا ہی محسوس کرتے جیسے آج کھانا نہ کھایا ہو۔

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد ان سے رابطہ قائم نہ رہا۔ کبھی کبھار جلسہ سالانہ یا اجتماع پر ملاقات ہوتی تو ہم ’’ربوہ ہاؤس‘‘ کی یادیں تازہ کرتے۔ بعد میں یہ معلوم ہونے پر افسوس ہوا کہ وہ جوانی میں ہی اپنے رحیم و ودود مولا کے پاس چلے گئے۔ اُن کے لئے تو اپنے رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹنا بہت بھلا ہوا مگر پیچھے رہ جانے والے پیاروں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبولِ حسن سے نوازے اور اپنے حضور میں اعلیٰ مقام قرب عطا فرمائے اور ان کے جملہ عزیزوں کو ان کی نیکیوں اور تبلیغ کے جنون کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا تبلیغ کے لئے عالمِ دین ہونا ضروری ہے؟

جب بھی کسی کو تبلیغ کرنے کے لئے کہا جائے تو فوری طور پر اس کے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ یہ کام کس طرح کیا جائے کیونکہ مجھ میں تو تبلیغ کرنے کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کو اپنے اندر دینی علم کی کمی کا احساس ہوتا ہے اور انہیں اس بات کا خوف ہوتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مخاطب کوئی ایسی بات پوچھ لے جس کا جواب انہیں نہ آتا ہو۔ یہ محض ایک غلط فہمی ہے کہ تبلیغ صرف علمائے دین کا کام ہے۔ لفظ ’تبلیغ‘ کا مادہ بَلَغَ ہے جس کا مطلب ہے پہنچنا۔ اگر حکمت اور احسن رنگ میں صرف یہ پیغام پہنچا دیا جائے کہ مسیح و مہدی علیہ السلام تشریف لا چکے ہیں اور اب دنیا کی نجات اسلام کو ماننے میں ہی ہے تو تبلیغ کا فرض پورا ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم مولانا ارجمند خان صاحب مرحوم۔ پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ

نام ونسب وخاندان

عمرؓ، نام۔ ابوحفص، کنیت۔ فاروق، لقب۔ والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام خَتَمہ۔ پورا سلسلہ نسب یہ ہے:

عمر بن الخطاب بن انفیل بن عبد العُزّٰی بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن ازاح بن عدی۔ عدی کے دوسرے بھائی مُرّہ تھے جو آنحضرتؐ کے اجداد میں سے تھے۔ اس لحاظ سے حضرت عمرؓ کا سلسلۂ نسب آٹھویں پشت میں آنحضرتؐ سے جاکر مل جاتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا خاندان

ایامِ جاہلیت میں نہایت ممتاز تھا۔ آپ کے جدِ اعلیٰ عدی عرب کے باہمی تنازعات میں ثالث مقرر ہوا کرتے تھے اور قریش کو کسی قبیلہ کے ساتھ کوئی ملکی معاملہ پیش آجاتا تو سفیر بن کر جایا کرتے تھے۔ یہ دونوں منصب عدی کے خاندان میں نسلاً بعد نسلٍ چلے آ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ والدہ کی طرف سے بھی نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے آپ کی والدہ ختمہ ہاشم بن مغیرہ کی بیٹی تھیں اور مغیرہ اس درجہ کے آدمی تھے کہ جب قریش کسی قبیلہ سے نبرد آزمائی کے لیے جاتے تھے تو فوج کا انتظام انہی کے سپرد ہوتا تھا۔

حضرت عمرؓ ہجرتِ نبوی سے 40 سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ ان کے ایامِ طفولیت اور بچپن کے حالات پردۂ اخفاء میں ہیں۔ شباب کا آغاز ہوا تو شریفانہ مشغلوں میں مشغول ہوئے جو شرفائے عرب میں عموماً رائج تھے۔ یعنی نسب دانی، سپہ گری، پہلوانی، خطابت اور شہسواری میں کمال حاصل کیا۔ اسی زمانہ میں آپؓ نے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ چنانچہ زمانۂ جاہلیت میں جو لوگ لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان میں حضرت عمرؓ بھی تھے۔

عرب میں زیادہ تر لوگوں کا ذریعۂ معاش تجارت تھا۔ اس لئے انہوں نے بھی یہی شغل اختیار کیا اور اسی سلسلہ میں دور دور ممالک کا سفر کیا اس سے آپ کو بڑے تجربے اور فائدے حاصل ہوئے۔ آپ کی خودداری بلند حوصلگی، تجربہ کاری اور معاملہ فہمی اسی کا نتیجہ تھی اور انہی اوصاف کی بناء پر قریش نے آپ کو سفارت کے منصب پر مأمور کردیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا ستائیسواں سال تھا کہ ریگستانِ عرب پر آفتابِ اسلام طلوع ہوا اور شہر مکہ سے توحید کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت عمرؓ کے لئے یہ آواز نہایت نامانوس تھی۔ یہاں تک کہ آپ کو جس کی نسبت معلوم ہوجاتا کہ یہ مسلمان ہوگیا ہے، اس کے دشمن ہوجاتے اور جس پر قابو چلتا زدوکوب سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لیکن باوجود ان تمام سختیوں کے ایک شخص کو بھی وہ اسلام سے بددل نہ کرسکے۔

حضرت عمرؓ قبولِ اسلام

قریش کے سربرآوردہ اشخاص میں ابوجہل اور عمر، اسلام اور آنحضرت ﷺ کی دشمنی میں سب سے زیادہ سرگرم تھے۔ اس لئے آپؐ نے خصوصیت کے ساتھ انہی دونوں کے لئے اسلام کی دعا کی کہ ’’اے خدایا! اسلام کو ابوجہل یا عمر بن الخطاب کے ذریعہ معزّز کر۔ اس دعائے مستجاب کا اثر یہ ہوا کہ کچھ دنوں بعد اسلام کا یہ سب سے بڑا دشمن اس کا سب سے بڑا دوست اور سب سے بڑا جانثار بن گیا۔ یعنی حضرت عمرؓ کا دامن دولتِ اسلام سے بھر گیا۔ تاریخ کی کتابوں میں حضرت عمرؓ کی تفصیلاتِ اسلام میں اختلاف ہے۔ لیکن ایک مشہور واقعہ جسے مؤرّخین عام طور پر لکھتے ہیں، یہ ہے کہ ’’جب حضرت عمرؓ اپنی انتہائی سختیوں کے باوجود ایک شخص کو بھی اسلام سے بددل نہ کرسکے تو آخرکار مجبور ہوکر ایک دن خود آنحضرت ﷺ کے (نعوذ باللہ) قتل کا ارادہ کیا اور تلوار کمر سے لگاکر سیدھے آپؐ کی طرف چلے۔ راہ میں اتفاقاً نعیم بن عبداللہ مل گئے۔ ان کی ہیئت دیکھ کر نعیم بن عبداللہ نے پوچھا خیر تو ہے؟ کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت عمرؓ بولے، ’’محمد (ﷺ) کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔‘‘ انہوں نے کہا، ’’پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو۔ خود تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لا چکے ہیں۔‘‘ یہ سن کر فوراً بہن کے یہاں پہنچے۔ وہ قرآن پڑھ رہی تھیں۔ ان کی آہٹ پاکر چپ ہوگئیں اور قرآن کے اجزاء چھپا لئے۔ لیکن آواز آپ کے کانوں میں پڑ چکی تھی۔ لہٰذا بہن سے کہا میں سن چکا ہوں کہ تم دونوں مرتد ہوگئے ہو۔ یہ کہہ کر بہنوئی سعید بن زید سے دست وگریباں ہوگئے یہاں تک کہ ان کا جسم لہولہان ہوگیا۔ اس پر وہ بولیں، ’’عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔‘‘

ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دل پر خاص اثر کیا۔ بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ ان کے جسم سے خون جاری تھا۔ اسے دیکھ کر اور بھی رقت طاری ہوئی۔ فرمایا تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، مجھے بھی سناؤ۔ آپ کی بہن نے قرآن کے اجزاء سامنے لاکر رکھ دیئے۔ عمر نے اٹھا کر دیکھا یہ سورۃ تھی۔

سَبَّحَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَالْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (سورۃ الحدید)

یہ پڑھ کر ان کا ایک ایک لفظ پر دل مرعوب ہوتا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے۔ ’’اٰمِنُوا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ (الحدید) تو بے اختیار پکار اٹھے اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰہِ

یہ وہ زمانہ تھا جب رسول اللہ ﷺ ارقم کے مکان پر جو کوہِ صفا کے نیچے واقع تھا پناہ گزیں تھے۔

حضرت عمرؓ نے آستانۂ مبارک پر پہنچ کر دستک دی۔ چونکہ شمشیر بکف تھے، صحابہؓ کو تردّد ہوا لیکن حضرت حمزہؓ نے کہا آنے دو۔ مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ورنہ اسی کی تلور سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول پاک ﷺ خود آگے بڑھے اور فرمایا کیوں عمر! کس ارادے سے آئے ہو؟ نبوّت کی پُرجلال آواز نے ان کو مرعوب کردیا اور نہایت خضوع کے ساتھ عرض کی۔ ’’ایمان لانے کے لئے۔‘‘ اس پر آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بے ساختہ اللہ اکبر کا نعرہ اس زور سے بلند کیا کہ مکّہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ اس روایت کے علاوہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے بارے میں دوتین روایتیں اور بھی ہیں مگر وہ زیادہ مشہور اور مستند نہیں ہیں۔

زمانۂ اسلام

عام مؤرّخین نے حضرت عمرؓ کے مسلمان ہونے کا زمانہ ۶ سنہ نبوی مقرر کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپؓ چالیسویں مسلمان تھے۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے دفعتہً حالت بدل گئی۔ آپؓ نے اپنے اسلام کا علی الاعلان اظہار کیا، صرف اتنا ہی نہیں بلکہ

مشرکین کو جمع کر کے بآواز بلند اپنے ایمان کا اعلان کیا اور برابر استقلال کے ساتھ مشرکین کا مقابلہ کرتے رہے یہاں تک کہ ایک دفعہ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں نماز ادا کی ۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حق ، باطل کے مقابلہ میں سر بلند ہوا اور حضرت عمرؓ کو اس صلہ میں دربارِ نبوّت سے فاروق کا لقب مرحمت ہوا۔

ہجرت

حضرت عمرؓ 7 نبوی میں اسلام لائے تھے اور 13 نبوی ہجرت ہوئی۔ اس طرح گویا آپؓ نے تقریباً چھ سال برس تک اسلام لانے کے بعد مکہ میں قریش کے مظالم برداشت کئے۔ جب مسلمانوں کو مدینہ کی جانب ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت عمرؓ بھی اس سفر کے لئے آمادہ ہوئے اور بارگاہ نبوّت سے اجازت لے کر چند آدمیوں کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اس شان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ پہلے مسلح ہو کر مشرکین کے مجمعوں سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچے۔ نہایت اطمینان سے نماز پڑھی پھر مشرکین سے مخاطب ہو کر کہا کہ جس کو مقابلہ کرنا ہو وہ مکہ سے باہر نکل کر مقابلہ کرے۔ لیکن کسی کو ہمت نہ ہوئی اور آپ مدینہ روانہ ہو گئے۔

ہجرت کے بعد

حضرت عمرؓ مدینہ پہنچ کر قبا میں رفاعہ بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔ اور قبا کا دوسرا نام عوالی ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ان کی فرود گاہ کا نام عوالی ہی لکھا ہے۔ حضرت عمرؓ کے بعد اکثر صحابہؓ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہاں تک کہ 14 نبوی مطابق 622ء میں خود آنحضرت ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی ہجرت فرمائی۔

آنحضرت ﷺ نے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد مہاجرین اور انصار میں برادری قائم فرما دی۔ اس موقع پر انصار نے عدیم النظیر ایثار سے کام لے کر اپنے مہاجر بھائیوں کو مال و اسباب میں نصف کا شریک بنا لیا۔ مہاجرین اور انصار میں مراتب اور حیثیت کے مطابق برادری قائم کر دی گئی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کے برادر اسلامی حضرت عتبہ بن مالک قرار پائے تھے جو قبیلہء بنی سلم کے معزز رئیس تھے۔

مدینہ میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض کی ادائیگی میں آزادی تھی نیز مسلمانوں کی تعداد وسیع سے وسیع تر ہوتی جا رہی تھی اور دور دور کے محلوں میں آباد ہونے لگے تھے۔ اس بناء پر شدید ضرورت تھی کہ اعلانِ نماز کا کوئی طریقہ معیّن کیا جائے۔ بعض صحابہ کی رائے ہوئی کہ آگ جلا کر لوگوں کو وقتِ نماز کی خبر کی جائے۔ بعض کا خیال تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی طرح ناقوس سے کام لیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ ایک آدمی اعلان کے لئے کیوں نہ مقرر کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ کو یہ رائے پسند آئی اور اسی وقت حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں کا ایک شعار اعظم حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق ہوا، جس سے تمام عالم قیامت تک دن رات میں پانچ وقت توحید و رسالت کے اعلان سے گونجتا رہے گا۔

غزوات اور دیگر حالات

مدینہ میں سب سے پہلا معرکہ بدر کا پیش آیا۔ حضرت عمرؓ اس معرکہ میں رائے، تدبر، جانبازی اور پامردی کے لحاظ سے ہر موقع پر آنحضرت ﷺ کے دست و بازو رہے۔ عاص بن ہاشم جو رشتہ میں ان کا ماموں ہوتا تھا، خود ان کے خنجر سے بدر میں واصلِ جہنم ہوا۔ یہ بات حضرت عمرؓ کی خصوصیات میں سے ہے کہ اسلام کے مقابلہ میں قرابت ومحبت کے تعلقات سے مطلقاً متاثر نہیں ہوتے تھے۔ آپؓ کے ہاتھوں عاص کا قتل اس بات کی روشن مثال ہے۔

بدر کا میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ دشمن کے کم وبیش ستر آدمی مارے گئے اور تقریباً اسی قدر گرفتار ہوئے۔ چونکہ اس میں قریش کے اکثر بڑے بڑے معزز سردار تھے اسلئے یہ بحث پیدا ہوئی کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بارہ میں تمام صحابہ کرامؓ سے رائے لی۔ لوگوں نے مختلف رائیں دیں۔ حضرت ابوبکرؓ کی رائے تھی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ حضرت عمرؓ نے اختلاف کیا اور کہا کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہئے اور یہ اس طرح کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے عزیز کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرے۔ علیؓ عقیل کی گردن ماریں اور فلاں جو میرا عزیز ہے اس کا کام میں تمام کردوں۔ آنحضرت ﷺ کی شانِ رحمت نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے پسند فرمائی اور فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ واقعہ بدر کے بعد خود مدینہ کے یہودیوں سے لڑائی ہوئی اور ان کو جلاوطن کر دیا گیا۔ اسی طرح غزوۂ سویق اور دوسرے چھوٹے چھوٹے معرکے پیش آئے، سب میں حضرت عمرؓ سرگرم پیکار رہے۔ یہاں تک کہ شوال 3 ھجری میں اُحد کا معرکہ پیش آیا۔ اس میں ایک طرف تو قریش کی تعداد تین ہزار تھی جس میں دو سو سوار اور سات سو زرہ پوش تھے۔ ادھر غازیانِ اسلام کی کل تعداد سات سو تھی۔ جس میں سو زرہ پوش اور دو سو سوار تھے۔

7 شوال ہفتہ کے دن لڑائی شروع ہوئی۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے عبداللہ بن جبیرؓ کو پچاس تیر اندازوں کے ساتھ فوج کے عقب میں متعین کر دیا تھا کہ ادھر سے کفار حملہ نہ کرنے پائیں۔

مسلمانوں نے دشمن کی صفیں تہ و بالا کر دیں۔ کفار شکست کھا کر بھاگے اور غازیانِ دیں مالِ غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تیر اندازوں نے سمجھا کہ اب معرکہ ختم ہو چکا اس خیال سے وہ بھی لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ تیر اندازوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا تھا کہ خالد بن ولید نے (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) دفعۃً عقب سے زور وشور سے حملہ کر دیا۔ مسلمان چونکہ غافل تھے، اس ناگہانی حملہ کو نہ روک سکے۔ یہاں تک کہ کفار نے خود حضور ﷺ پر تیروں اور پتھروں کے ساتھ یورش کر دی۔ اس دوران آپ کے دو دندانِ مبارک شہید ہوئے، پیشانی پر زخم آیا اور رخساروں میں مغفر کی کڑیاں چبھ گئیں۔ آپ ایک گڑھے میں گر پڑے اور چند ثانیوں کے لئے لوگوں کی نظروں سے چھپ گئے۔

جنگ کا زور وشور جب کسی قدر کم ہوا تو آنحضرت ﷺ اپنے تیں فدائیوں کے ساتھ پہاڑ پر تشریف لائے، اسی اثنا میں خالد کو ایک دستہ فوج کے ساتھ اس طرف بڑھتے دیکھ کر فرمایا، ''یہ لوگ یہاں تک نہ آنے پائیں۔'' حضرت عمرؓ نے چند مہاجرین اور انصار کے ساتھ آگے بڑھ کر حملہ کیا اور ان کو ہٹا دیا۔ ابوسفیان نے اور قریش نے درّہ کے قریب پہنچ کر پکارا کہ اس گروہ میں محمد (ﷺ) ہیں؟ آنحضرت نے اشارہ کیا کہ کوئی جواب نہ دے۔ ابوسفیان نے پھر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا نام لے کر کہا کہ یہ دونوں اس مجمع میں ہیں یا نہیں؟ جب اس کا بھی کسی نے جواب نہ دیا تو بولا کہ یہ لوگ ضرور مارے گئے ہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا، ''اُعْلُ ھُبَل''، یعنی اے ہبل بلند ہو۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا، ''جواب دو، اَللّٰہُ اَعْلٰی وَ اَجَلّ'' یعنی خدا بلند اور برتر ہے۔

غزوۂ احد کے بعد 3 ھجری میں حضرت عمرؓ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ ان کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ آنحضرت کے نکاح میں آئیں۔ 4 ھجری میں بنو نضیر کو ان کی بدعہدی کے باعث مدینہ سے جلاوطن کیا گیا۔ اس واقعہ میں بھی حضرت عمرؓ شریک رہے۔ 5 ھجری میں غزوۂ خندق پیش آیا آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے باہر نکل کر خندق تیار کرائی۔ دس ہزار کفار نے خندق کا محاصرہ کیا، وہ لوگ کبھی کبھی خندق میں داخل ہو کر حملہ کرتے تھے اس لئے آنحضرت ﷺ نے خندق کے ادھر اُدھر کچھ کچھ فاصلے پر اکابر صحابہؓ کو متعین فرمایا تھا کہ دشمن ادھر سے نہ آنے پائیں ایک حصہ پر حضرت عمرؓ متعیّن تھے۔ چنانچہ یہاں پر ان کے نام کی ایک مسجد آج بھی موجود ہے۔ ایک دن کفار کے مقابلہ میں ان کو اس قدر مصروف رہنا پڑا کہ عصر کی نماز قضا ہوتے ہوتے رہ گئی۔ آنحضرت

صلعم کے پاس آ کر عرض کی آج کافروں نے نماز پڑھنے تک کا موقع نہیں دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی اب تک عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ پورے ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد مسلمانوں کے ثبات و استقلال کے آگے کافروں کے پاؤں اکھڑ گئے اور یہ میدان بھی مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ 6 ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے اس خیال سے زیارتِ کعبہ کا ارادہ فرمایا کہ کسی کو لڑائی کا شبہ نہ ہو۔ آپؐ نے حکم دیا کہ کوئی ہتھیار باندھ کر نہ چلے۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر حضرت عمرؓ کو خیال آیا کہ دشمنوں میں غیر مسلح چلنا مصلحت نہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے ان کی رائے کے موافق مدینہ سے اسلحہ منگوایا۔ جب مکہ کے قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ قریش نے عہد کرلیا ہے کہ مسلمانوں کو مکہ میں قدم نہ رکھنے دیں گے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کو لڑنا مقصود نہ تھا اس لئے مصالحت کے خیال سے حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا قریش نے ان کو روک رکھا۔ جب کئی دن گزر گئے تو یہ خبر مشہور ہوگئی کہ وہ شہید کردیئے گئے۔ رسول کریمؐ نے یہ خبر سن کر صحابہ کرامؓ سے جو تعداد میں چودہ سو تھے ایک درخت کے نیچے جہاد پر بیعت لی۔ چنانچہ قرآن مجید کی اس آیت میں 'لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ' میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بیعت سے پہلے ہی لڑائی کی تیاری شروع کردی تھی۔ ہتھیار سج رہے تھے کہ خبر ملی کہ آنحضرت ﷺ بیعت لے رہے ہیں۔ اسی وقت بارگاہ نبوّت میں حاضر ہوئے اور جہاد کے لئے دستِ اقدس پر بیعت کی۔ قریش مصرّ تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس سال مکہ میں داخل نہیں ہوسکتے۔ آخر بڑی بحث کے بعد طرفین ایک معاہدہ پر رضامند ہوگئے۔ اس معاہدہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر قریش کا کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے ہاں چلا جائے تو اس کو قریش کے پاس واپس کردیا جائے گا۔ لیکن اگر مسلمانوں کا کوئی شخص قریش کے ہاتھ آجائے تو ان کو واپس نہ کرنے کا اختیار ہوگا۔ حضرت عمرؓ کی غیور طبیعت اس شرط سے نہایت مضطرب ہوئی اور خود سرورِ کائنات ﷺ کے دربار میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ جب ہم حق پر ہیں تو باطل سے اس قدر دب کر کیوں صلح کرتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کا پیغمبر ہوں اور خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرتا۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے بھی یہی گفتگو کی۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا۔ بعد ازیں حضرت عمرؓ کو اپنی اس گفتگو پر ندامت ہوئی اور اس کے کفّارے میں کچھ خیرات کی۔ الغرض معاہدۂ صلح لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے بھی اس پر اپنے دستخط ثبت کئے۔ آنحضرت ﷺ نے مدینہ کا قصد کیا۔ راہ میں سورۃ 'اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا' نازل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلا کر سنایا اور فرمایا کہ آج ایسی سورہ نازل ہوئی ہے جو مجھ کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔

7 ہجری میں واقعۂ خیبر پیش آیا۔ یہاں یہودیوں کے بڑے بڑے مضبوط قلعے تھے جن کا مفتوح ہونا آسان نہ تھا۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ سپہ سالار ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ اس خدمت پر مامور ہوئے۔ لیکن یہ اعزاز حضرت علیؓ کے لئے مقدر ہو چکا تھا۔ چنانچہ آخر میں جب آپؓ کو حکم مرحمت ہوا تو آپؓ کے ہاتھوں خیبر کا رئیس مرحب مارا گیا اور خیبر مفتوح ہوا۔ آنحضرت ﷺ نے خیبر کی زمین مجاہدین میں تقسیم کردی۔ چنانچہ ایک ٹکڑا ثمغ نامی حضرت عمرؓ کے حصہ میں آیا۔ انہوں نے اس کو راہِ خدا میں وقف کردیا۔ اسلام کی تاریخ کا یہ پہلا وقف تھا جو عمل میں آیا۔

آنحضرت ﷺ اور قریش کے درمیان حدیبیہ میں جو معاہدہ ہوا خیبر کے بعد قریش نے اس کو توڑ دیا۔ ابوسفیان نے پیش بندی کے خیال سے مدینہ آکر عذر خواہی کی لیکن آنحضرت ﷺ خاموش رہے۔ اس لئے وہ اٹھ کر حضرت ابوبکرؓ اور پھر حضرت عمرؓ کے پاس گیا کہ وہ اس معاملہ کو طے کرادیں۔ حضرت عمرؓ نے اس سختی سے جواب دیا کہ وہ بالکل ناامید ہوگیا۔ غرض نقضِ عہد کے باعث آنحضرت ﷺ نے دس ہزار مجاہدین کے ساتھ 20 رمضان المبارک 8 ھجری میں مکہ کا قصد فرمایا۔ قریش میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے انھوں نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ آنحضرت ﷺ نہایت جاہ و جلال کے ساتھ مکہ میں فاتحانہ طور پر داخل ہوئے۔ آپؐ نے بابِ کعبہ پر کھڑے ہو کر نہایت فصیح و بلیغ تقریر کی جو تاریخ کی کتابوں میں بعینہٖ مذکور ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کو ساتھ لے کر مقام صفا پر لوگوں سے بیعت لینے کے لئے تشریف لائے۔ لوگ جوق در جوق آتے اور بیعت کرتے جاتے تھے۔ حضرت عمرؓ آنحضرت ﷺ سے قریب لیکن کسی قدر نیچے بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ بیگانہ عورتوں کے ہاتھ مس نہیں کرتے تھے۔ اس لئے جب عورتوں کی باری آئی تو آپؐ نے حضرت عمرؓ کو اشارہ کیا کہ تم ان سے بیعت لو۔ چنانچہ تمام عورتوں نے انہی کے ہاتھ پر آنحضرت ﷺ سے بیعت کی۔

فتح مکہ کے بعد اسی سال ہوازن کی لڑائی پیش آئی جو غزوۂ حنین کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عمرؓ جنگ میں نہایت ثابت قدمی سے شریک کارزار رہے۔ پھر 9 ھجری میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تمام صحابہ کرام کو تیاری کا حکم دیا اور جنگی تیاریوں کے لئے زر و مال سے اعانت کی ترغیب دلائی۔ اکثر صحابہؓ نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ حضرت عمرؓ نے اس موقع پر اپنے تمام مال کا آدھا حصہ لاکر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ اسلحہ اور سامانِ رسد مہیا ہو جانے پر مجاہدین نے مقام تبوک کا رخ کیا۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی لیکن اس سفر سے فتوحات کے اور بہت سے بنیادی راستے کھل گئے۔ تبوک میں چند روز قیام کرنے کے بعد سب لوگ مدینہ واپس آگئے۔

10 ھجری میں آنحضرت ﷺ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عمرؓ بھی ہمرکاب تھے۔ اس حج سے واپس آنے کے بعد ابتداء ماہ ربیع الاوّل 11 ھجری میں حضور ﷺ بیمار ہوگئے اور دس روز کی مختصر علالت کے بعد 13 ربیع الاوّل 11 ہجری میں دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت آپؐ کا وصال ہوگیا۔ روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ازخود رفتہ ہو کر مسجد نبوی میں اعلان کیا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ آنحضرت ﷺ نے وفات پائی میں اس کو قتل کرڈالوں گا۔

اس کے بعد سقیفہ بنی ساعدہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان خلافت کے معاملہ میں اختلاف رونما ہوا اور منافقین نے اس میں فتنہ پردازی کی کوشش کی۔ لیکن آخر کار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے وہاں وقت پر پہنچ کر اس مشکل کو نہایت تدبر و عقلمندی سے حل کیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ یہی فتنہ شمع اسلام کو ہمیشہ کے لئے گل کردیتا۔ انصار کے ساتھ بحث و مباحثہ کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ صدیق کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور اس کے بعد اور لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت صرف سوا دو برس رہی ان کے عہد خلافت میں جس قدر بڑے بڑے کام انجام پائے سب میں حضرت عمرؓ شریک رہے۔ قرآن شریف کی تدوین کا کام خاص ان کے مشورہ اور اصرار سے عمل میں آیا۔ غرض حضرت ابوبکرؓ کو اپنے عہد خلافت میں تجربہ ہو چکا تھا کہ اس وقت منصب خلافت کے لئے حضرت عمر فاروقؓ سے زیادہ کوئی شخص موزوں نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ انہوں نے وفات کے قریب اکابر صحابہؓ سے مشورہ کے بعد حضرت عمرؓ کو اپنے بعد خلیفہ نامزد کیا اور آئندہ کے لئے مؤثر نصیحتیں کیں جو حضرت عمرؓ کے لئے نہایت عمدہ دستور العمل ثابت ہوئیں۔

اللھم صل علیھم اجمعین۔

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکر و دانش اور عوام کے لئے

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بعض انتباہات

جن کی صداقت پر آج سارا ملک گواہ ہے

مرسلہ: مکرم مولانا ہادی علی چوہدری صاحب، نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

1984ء کے بعض انتباہات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 رمئی 1984ء میں فرمایا:

❁ ’’خطرہ یہ ہے کہ اس وقت جو حالات ہیں اس کے نتیجہ میں اگر سابقہ تقدیر خدا کی چلے تو قوم پر بڑے ہی عذاب کے دن آنے والے ہیں۔ بہت ہی دکھ کے دن مقدر معلوم ہوتے ہیں۔ سابقہ اللہ کی تقدیر تو یہی ہے کہ جو مخالفت کی گئی، جو بد ارادے لے کر لوگ اٹھے وہ ان پر الٹائے گئے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۔ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (الفجر:14-15)۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ میں جو الٹانے کا نقشہ ہے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے بارہا پورا ہوتے دیکھا ہے۔ ہر وہ کوشش جو جماعت کے خلاف کی گئی ہے بعینہٖ برعکس نتیجہ لے کر مخالفین کے خلاف ظاہر ہوئی۔ اس لئے اب جو کوششیں ہیں وہ بہت ہی زیادہ گندی اور ناپاک ہیں۔ حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جو وطن بنانے والے تھے، جو صف اوّل کے شہری تھے ان کو اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو ناممکن ہے کہ یہ سزا اس قوم کو نہ ملے جو مظلوموں اور معصوموں کو یہ سزا دے رہی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25/ مئی 1984ء)

یکم جون 1984ء کے خطبہ جمعہ میں آپؒ نے فرمایا:

❁ ’’سزا کا دور ابھی ان کے لئے باقی ہے اور اللہ تعالیٰ سزا میں ڈھیل تو کر دیتا ہے لیکن خدا کے ہاں اندھیر بہر حال نہیں ہے۔ وَاُمْلِيْ لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ (الاعراف:184) کا قانون لازماً چلتا ہے۔ اس سے کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے جو کسی قوم کو اس وقت بچا سکے جب خدا اس کی پکڑ کا ارادہ کرلے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جون 1984ء)

3/ اگست 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁ ’’مَیں بڑی شدت سے کہتا ہوں کہ ہم لازماً جیتیں گے۔ کیوں کہتا ہوں؟ اس لئے کہ اب یہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر حملہ کر رہے ہیں۔ یہ قرآن پر حملہ کر رہے ہیں۔ جس تعلیم سے ہمیں روکتے ہیں وہ قرآن کی تعلیم ہے۔ جس سنت سے ہمیں باز رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنّت ہے۔ ان دونوں چیزوں کی خدا سب سے زیادہ غیرت رکھتا ہے۔ ناممکن ہے کہ قرآن پر حملہ کرنے سے ان کو خالی چھوڑ دے اور سنّت محمد مصطفیٰ ﷺ پر حملہ کرنے سے ان کی باز پرس نہ فرمائے۔ اس لئے اُن کا معاملہ تو خدا سے براہ راست ٹکر کا معاملہ بن چکا ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 3/ اگست 1984ء)

17/ اگست 1984ء کو فرمایا:

❁ ’’مَیں نے بار بار متنبہ کیا ہے اس کے بعد خدا کی تقدیر لازماً دخل دیا کرتی ہے۔ جب دین سے اس قسم کے تمسخر شروع ہو جائیں اور دین کی طرف منسوب ہونے والے اپنے دین پر ہی ظلم کی حد کر رہے ہوں اور اسلام کے ایسے خوفناک حلیے بنا کر پیش کر رہے ہوں کہ جو دنیا میں پہلے مسلمان ہونے کا فیصلہ کرنے والا تھا وہ بھی توبہ کر کے واپس بھاگ جائے تو پھر یہ سوچ لینا کہ خدا کی تقدیر ہاتھ نہیں ڈالے گی، بڑی غلطی ہے۔ وہ ایسی صورت میں ضرور ہاتھ ڈالا کرتی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/ اگست 1984ء)

7/ ستمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں شرعی عدالت کے فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ’’شرعی عدالت نے یہ جو فیصلہ دیا ہے اس کے لئے وہ خدا کے سامنے تو جوابدہ ہے ہی۔ اس فیصلہ کی بنا پر اب قیامت تک شرعی عدالتوں کا اعتبار کسی کو نہیں ہوگا اور شرعی عدالت کی جو بیان کردہ حکومتیں ہیں ان سے بھی دنیا متنفر ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ اسلام سے لوگوں کو متنفر کرنے کی سازش ہے اور یہ سازش باہر کے ملکوں میں عیسائی دنیا کی تیار کردہ ہے۔ تمام دنیا میں اسلام کو بدنام اور ذلیل و رسوا کرنے کے لئے یہ قصے چلائے جا رہے ہیں کہ اسلام کے نام پر نہایت غیر اسلامی حکومتیں قائم کی جائیں جو ظلم کی راہ سے اسلام کی دھجیاں اڑا دیں۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور اس کے متعلق ایک عدالت نے یہ فیصلہ دیا ہے جو شرعی کہلاتی ہے کہ یہ فیصلہ شریعت کے عین مطابق ہے۔ ... جب ایک حکومت مظالم میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو ایک وقت مقرر ہوتا ہے جس کے بعد خدا کی پکڑ لازماً آ جاتی ہے۔ اگر اس ظلم کا نشانہ خدا والے لوگ ہوں تو پھر لازماً اس کی پکڑ آ جاتی ہے۔ اگر اس کا نشانہ عام دنیا والے ہوں تو پھر کوئی ضروری نہیں ہے۔ ’’جیسی روح ویسے فرشتے‘‘۔ جس قسم کی دنیا ویسی ہی ان کی حکومتیں، خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ ظلموں پر ظالم حکومتوں کو پکڑتا رہے۔ لیکن یہ ایک قانون قدرت ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ساری شریعت کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جب بھی کسی سلطان نے خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالا تو اس حکومت کو خدا نے یقیناً تباہ کیا۔ آج کیا ہو یا کل کیا ہو لیکن بالآخر جب خدا کی پکڑ آئی تو وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ (سورۃ صٓ:4) پھر ان کے بچنے کی کوئی راہ کبھی نظر نہیں آئی۔ لیکن بعض دفعہ اس پکڑ کے ساتھ جس طرح آٹے کے ساتھ گھن پس جاتا ہے بعض سادہ اور صاف نفس لوگ بھی مارے جاتے ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 07/ ستمبر 1984ء)

19/ اکتوبر 1984ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ’’جس حالت تک پاکستان پہنچ چکا ہے اور آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے وہ حالت ایسے عذاب کی خبر دے رہی ہے جس میں قومی طور پر عذاب آ جایا کرتے ہیں۔ پھر بعض دفعہ نیک و بد میں وہ

تمیز نہیں رہا کرتی جو عام حالات میں پیدا کر دی جاتی ہے۔... تم نے بہت ظلم کر لئے اب تمہارے دن بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اس لئے خدا کا خوف کرو اور تقویٰ اختیار کرو۔ لیکن افسوس ہے کہ پاکستان سے جو اطلاعات آ رہی ہیں وہ ایسی اطلاعات نہیں ہیں جن سے انسان اطمینان حاصل کر سکے۔ ظالمانہ راہیں جو اختیار کی گئی ہیں ان سے واپسی کی بجائے بعض معاملات میں مزید آگے بڑھ رہے ہیں۔ ... اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ اگر یہ باز نہیں آئیں گے تو آپ کو یہ بتا دیتا ہوں کہ پھر یہ قوم اپنے ملک کے ظالموں کے تحت نہیں بلکہ غیر ملک کے ظالموں کے سپرد کی جائے گی کیونکہ قرآن کریم یہ بتاتا ہے کہ جب ظلم حد سے بڑھ جایا کرتا ہے تو ایسے لوگوں پر جلاّد اور سفاک مقرر کئے جاتے ہیں۔ اس لئے بہت خوف اور خطرے کا مقام ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 19/اکتوبر 1984ء)

2/نومبر 1984ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''دنیا کی عدالتیں فیصلہ کیا کرتی ہیں اس سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن احکم الحاکمین کے فیصلے بھی ضرور پیچھے آیا کرتے ہیں اور جب خدا کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے تو پھر ایسی قوموں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ایسی قومیں جو تکبّر میں آ کر اللہ کے بندوں کے خلاف فیصلے دیتی ہیں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2/نومبر 1984ء)

30/نومبر 1984ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''مَیں اپنے مخالفین کو متنبہ کرتا ہوں کہ احمدیت کی مخالفت سے باز آ جاؤ اور اپنی ان حرکتوں سے توبہ کرو۔ ... انہوں نے براہ راست کلمہ طیّبہ پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اور چونکہ وہ قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں اور قوم ان کے ہاتھ روک نہیں رہی۔ اس لئے اب اس قوم کو مَیں مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اپنے بڑوں کے ہاتھ اس ظلم سے روک لو جو لازماً تمہیں ہلاک کر دے گا۔... اگر ساری دنیا بھی کلمہ طیّبہ کو مٹانے کی کوشش کرے گی تو لازماً کلمہ اس دنیا کو ہلاک کر دے گا۔ ... اگر تم کلمے مٹاؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی غیرت کا ہاتھ تمہیں لازماً مٹا دے گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30/نومبر 1984ء)

7/دسمبر 1984ء کو پھر تنبیہ کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''پاکستان پر بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں اس لئے مَیں پاکستان کے عوام سے یہ اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ شیعہ ہوں یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ ... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے پاک وطن سے اٹھتی ہے۔ ... اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آ جائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کے نام کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔

جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 07/دسمبر 1984ء)

فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق کو مخاطب کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے 14/دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁ ''جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے ایک ولی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔

خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ تمہارے نام و نشان مٹا دئے جائیں گے اور تمہیں دنیا ہمیشہ ذلّت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی''۔

❁ ''خدا کی اس تقدیر سے ڈرو کہ زمین میں تمہارے خلاف تَنَاد کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ ایک دوسرے کو تمہارے ظلم اور جبر کے خلاف آوازیں دینے لگے کہ اٹھو اور اس ظالم کو چکنا چور کر کے رکھ دو، اس کو ملیا میٹ کر دو اور اگر یہ بس نہ چلے تو قومیں دوسری قوموں کو اپنی طرف بلائیں۔ یہ تقدیر الٰہی ہے جو لازماً پوری ہو کر رہے گی۔ آج نہیں تو کل تم اس کا نمونہ دیکھو گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں دیر تو ہے اندھیر کوئی نہیں۔

وہ ڈھیل تو دیا کرتا ہے مگر جب اس کی پکڑ آتی ہے تو وَلَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ (سورۃ صٓ:4) کی رو سے بھاگنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ ایسا کامل گھیرا پڑ جاتا ہے کہ سوائے حسرت و نامرادی کے اور کچھ بھی انسان کے قبضہ و قدرت میں نہیں رہتا۔ اس وقت وہ یاد کرتا ہے کہ کاش مَیں اس سے پہلے اس دائرے سے باہر نکل چکا ہوتا مگر نکلنے کی کوئی راہ باقی نہیں ہوتی۔ افسوس ہے ان قوموں پر جو ایسے وقت تک انتظار کریں کہ جب خدا کی تقدیر ایسی غضبناک ہو چکی ہو تو ان سربراہوں کے ساتھ قوم پر بھی خدا کی ناراضگی کا عذاب ٹوٹ پڑے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/دسمبر 1984ء)

28/دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁ ''جماعت احمدیہ کو کلیۃً نہتہ بھی کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ دنیا میں کوئی نہیں باندھ سکتا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی نہیں بدل سکتا''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/دسمبر 1984ء)

1985ء کے بعض انتباہات

یکم مارچ 1985ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''اے اہل پاکستان! مَیں تمہیں خبردار اور متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور حیا باقی ہے تو آؤ اور اس پاک تحریک میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ کلمہ، اس کی عزت اور اس کی حُرمت کو قائم کرو اور دنیا کے کسی آمر اور کسی آمر کی پولیس اور فوج سے خوف نہ کھاؤ۔ یہ وقت ہے اپنی جان کو خدائے جان آفرین کے سپرد کرنے کا۔ یہ وقت ہے خدا کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کا۔ یہ وقت ہے یہ ثابت کرنے کا کہ ہم محمد مصطفیٰ ﷺ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کی عزت اور ناموس پر کسی کو حملہ نہیں کرنے دیں گے۔

پس اے اہل پاکستان! اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنی جان، اپنی روح، اپنے کلمہ کی حفاظت کرو۔ مَیں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اس کلمہ میں جس طرح بنانے کی طاقت ہے اسی طرح مٹانے کی بھی طاقت موجود ہے۔ یہ جوڑنے والا کلمہ بھی ہے اور توڑنے والا بھی۔ مگر ان ہاتھوں کو توڑنے والا ہے جو اُس کی طرف توڑنے کے لئے اٹھیں۔ اللہ تمہیں عقل دے اور تمہیں ہدایت نصیب ہو''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1985ء)

31/مئی 1985ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

❁ ''..... اس نہایت مہیب خطرہ (الہام "Friday the 10th" کے مطابق کراچی میں خوفناک سمندری طوفان آیا تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ مرتب) کے ایک دم ظاہر ہونے اور پھر اُس

کے ٹل جانے میں ایک خوشخبری بھی ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ عذاب دینے میں خوش نہیں ہے۔ وہ تنبیہ فرماتا ہے اور خطرات سے متنبہ کرتا ہے۔... اس میں جماعت کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی ایک بہت ہی خوشخبری کا پہلو ہے کہ قوم کے لئے ابھی نجات کی راہ باقی ہے۔ ... اور اس سے سبق کا تیسرا پہلو یہ نکلتا ہے کہ تنبیہ موجود ہے اور نمونہ دکھا دیا گیا ہے کہ اگر تم باز نہیں آؤ گے تو پھر خدا تعالیٰ تم سے کیا سلوک فرمائے گا۔

اب معاملہ وہاں تک جا پہنچا ہے کہ جہاں قومی عذابوں کے ذریعہ اور بار بار سزاؤں کے ذریعہ پکڑے جاؤ گے۔ اگر تم توبہ اور استغفار سے کام نہیں لوگے اور تکبّر میں اسی طرح مبتلا رہو گے اور خدا تعالیٰ کے پاک بندوں سے تمسخر اور استہزا کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو پھر یہ ایک معمولی سا نمونہ ہے جو تمہیں دکھا دیا گیا ہے۔ پھر آئندہ تمہارے لئے اسی قسم کا خدا کا سلوک ظاہر ہونے والا ہے۔ لیکن جب وہ ایک دفعہ ظاہر ہوجاتا ہے تو پھر اس کے بعد کوئی روک نہیں، کوئی ہاتھ نہیں جو اسے چلنے سے روک رکھے۔ خدا کی چکی ہے جب چل پڑتی ہے تو پھر کوئی اسے روک نہیں سکتا‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/مئی 1985ء)

7/جون 1985ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

۞......’’ ملک کے تمام دانشور میرے مخاطب ہیں۔ صرف احمدی مخاطب نہیں ہیں۔

تمام اہل فکر و دانش، تمام سیاستدان ان باتوں پر غور کریں اور جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں اس کے متعلق معلوم کریں کہ یہ سچائی ہے یا نہیں ... تم انسانی اقدار کو زندہ کرو، انسانی شرافت کو زندہ کرو، حق کو حق کہنا سیکھو۔ باطل کو باطل کہنے کی جرأت اختیار کرو، اس کے بغیر یہ ملک بچتا نظر نہیں آتا۔ یاد رکھیں ایک ہی خطرہ ہے اس ملک کو اور وہ مُلّائیت کا خطرہ ہے جو حدِّ اعتدال سے تجاوز کر کے نہایت ہی بھیانک شکل اختیار کر چکا ہے اور سارے عالم اسلام کو لاحق ہو چکا ہے۔ تم لوگ اس کا ایک حصّہ ہو۔ ... ایک ہی نقصان ہے جو ہوگا وہ تمہارا نقصان ہے، ہوتا رہا ہے اور مسلسل ہو رہا ہے، تمہاری آنکھیں بند پڑی ہیں اور مسلسل ہوتا چلا جائے گا۔ تمہاری کوئی ضمانت نہیں ہے کیونکہ تاریخ بتا رہی ہے کہ جب قوموں نے اپنے آپ کو برباد کرنے کا فیصلہ کرلیا تو **خدا کی تقدیر یہ اعلان کیا کرتی ہے کہ ہاں تم ہلاک کئے جاؤ گے** اور اس میں اسلام اور غیر اسلام کے ساتھ کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ بغداد کے وہ مقتول بھی تو مسلمان ہی تھے جو قرآن کو سروں پر لے کر گلیوں میں باہر نکلے تھے اور خدا کے نام پر یہ گواہیاں دے رہے تھے لیکن خدا کی غالب تقدیر نے ان کی ایک نہ سنی۔ کیونکہ اللہ جانتا تھا کہ ظالم قوم نے خود اپنی ہلاکت کے بیج بوئے ہیں۔ اس لئے تمہاری تو یہ تاریخ ہے کوئی نام تمہیں بچا نہیں سکتا۔ جن قوموں پر خدا کے نام پر خدا کی خاطر ظلم ہوتے ہیں اور وہ استقامت دکھاتے ہیں ان کو دنیا میں کوئی نہیں مٹا سکتا۔ اس لئے تم ہماری فکر نہ کرو

ربّ کعبہ کی قسم وہ خود ہماری حفاظت کرے گا۔ تم اس پیارے وطن کی فکر کرو جو ہمیں بھی عزیز ہے اور تم سے زیادہ اس کے نقصان کا دکھ ہمیں پہنچے گا لیکن ہم اس معاملہ میں بے اختیار ہیں سوائے اس کے کہ ایک حرف ناصحانہ کہہ سکیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7/جون 1985ء)

1988ء کے بعض انتباہات

1988ء میں حضور رحمہ اللہ نے تمام معاندین و مکذبین و مکفرین کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ اس حوالہ سے حضور رحمہ اللہ نے یکم جولائی 1988ء کو فرمایا:

۞......’’ جہاں تک صدر پاکستان ضیاء کا تعلق ہے ابھی ہمیں ان کو کچھ وقت دینا چاہئے کیونکہ ابھی ابھی انہوں نے کچھ سیاسی کارروائیاں کی ہیں اور اگر وہ اسلام کے نام پر کی ہیں مگر بہرحال سیاسی کارروائیاں ہیں اور ان میں وہ مصروف بہت ہیں۔ ابھی تک ان کو یہ بھی قطعی طور پر علم نہیں کہ آئندہ چند روز میں کیا واقعات رونما ہوجائیں گے۔ اس لئے ہوسکتا ہے وہ تردّد محسوس کرتے ہوں کہ یہ نہ ہو اِدھر مَیں چیلنج قبول کروں اُدھر کچھ اور واقعہ ہوجائے۔ اس لئے جب تک ان کی کرسی مضبوط نہ ہو جائے، جب تک وہ اپنے منصوبوں پر کاربند نہ ہوجائیں اور محسوس نہ کریں کہ ہاں اب وہ اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں جس کو چاہیں چیلنج دیں، جس قسم کی عقوبت سے ڈرایا جائے اس کو وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر قبول کریں، اس مقام تک ابھی وہ پہنچے نہیں ہیں اس لئے ہم انتظار کرتے ہیں کہ خدا کی تقدیر دیکھیں کیا ظاہر کرے۔ لیکن چیلنج قبول کریں یا نہ کریں چونکہ وہ تمام ائمۃ المکفرین کے امام ہیں اور تمام اذیت دینے والوں میں سب سے زیادہ ذمہ داری اس شخص پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے معصوم احمدیوں پر ظلم کئے ہیں اور اس ظلم کے پیچھے پڑ کے جھانکنے کی کوشش کی ہے کہ جو مَیں نے حکم جاری کیا تھا وہ جاری ہو بھی گیا ہے یا نہیں۔ اور ایک معصوم احمدی کیسے تکلیف محسوس کر رہا ہے۔ جب تک یہ پتہ نہ چلے ان کو لذّت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ ایسے شخص کا زبان سے چیلنج قبول کرنا ضروری نہیں ہوا کرتا۔ اس کا اپنے ظلم و ستم میں اُسی طرح جاری رہنا اس بات کا نشان ہوتا ہے کہ اس نے چیلنج کو قبول کرلیا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے بھی اب وقت بتائے گا کہ کس حد تک ان کو خدا تعالیٰ کے مقابلے کی اور انصاف کا خون کرنے کی جرأت ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 1988ء)

پھر 12/اگست 1988ء کو پاکستان کے فوجی آمر جنرل ضیاء الحق سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا:

۞......’’ اس موقع پر جبکہ مباہلہ کی دعوت غیروں کو دی گئی ہے اس وجہ سے خصوصیت سے کہ یہ استہزاء میں بڑھ رہے ہیں اور اپنے گزشتہ کردار میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر رہے۔ استہزاء میں بھی بڑھ رہے ہیں، ظلم میں بھی بڑھ رہے ہیں اور حکومت کا جہاں تک تعلق ہے وہ معصوم احمدیوں پر قانونی حربے استعمال کر کے طرح طرح کے ستم ڈھا رہی ہے اور آپ کو یاد ہوگا کہ مَیں نے آغاز ہی میں حکومت کو متنبہ کیا تھا کہ آپ اگر اپنی شان کے خلاف بھی سمجھتے ہوں چیلنج کو قبول کرنا اگر آپ زیادتیوں سے باز نہ آئے اور ظلم و ستم کی یہ راہ نہ چھوڑی تو جہاں تک مَیں سمجھتا ہوں خدا کی تقدیر اس کو مباہلے کے چیلنج کو قبول کرنے کے مترادف بنائے گی اور آپ سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ تو یہ حالات جس طرف اشارہ کر رہے تھے وہاں تک ہمارے ظن کا تعلق تھا۔ اندازہ ہو رہا تھا کہ بہت سے ایسے مکذّبین ہیں جو شرارت سے باز نہیں آ رہے بلکہ تمسخر اور استہزاء میں اور ظلم و ستم میں بڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ سارے پاکستان میں علماء کی طرف سے بار بار یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس مباہلے کو ابتہال کی بجائے اشتعال کا ذریعہ بنایا جائے۔...... مجھے کامل یقین ہے کہ ان لوگوں کا یہ مقابلہ خدا سے ہے اور اس میں جماعت احمدیہ نہ کچھ کرسکتی ہے، نہ اس کے کرنے کا کوئی محل اور مقام ہے۔ صرف انتظار ہے۔ خدا کی تقدیر لازمًا ان کو پکڑے گی اور لازمًا ان کو سزا دے گی جو ان شرارتوں سے باز نہیں آئیں گے۔ کیونکہ وہ معصوم احمدی جن کو اب سزا دی جا رہی ہے ان کو صرف اس جُرم کی سزا دی جا رہی ہے کہ ہم خدا کی طرف اپنے مقدمے کو لے جاتے ہیں۔ یہ اعلان انہوں نے کیا ہے۔ اس لئے دنیا کا کوئی قانون اس پر ٹوٹتا ہی نہیں۔ پہلے تو ان کے پاس قانون توڑنے کے بہانے تھے اس موقع پر تو کوئی بھی بہانہ نہیں رہا۔ کھلم کھلا خدا تعالیٰ سے ٹکر ہے اور یہ

بتایا جا رہا ہے کہ تمہیں یہ بھی اجازت نہیں کہ تم خدا کی عدالت تک پہنچو، اگر ایسا کرو گے تو ہم تمہیں سزا دیں گے۔

پس یہ حالات دیکھنے کے بعد دل خوفزدہ ہوتا تھا اور انسان طبعاً یہ نتائج نکالتا تھا کہ ممکن ہے یعنی اس بات کا احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کے مجرمین اور ان کا ساتھ دینے والوں کو سخت سزا دے گا۔ لیکن رات کی رؤیا نے میرا دل ہلا دیا ہے۔

کیونکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سزا ایک قسم کا مقدر بن گئی ہے اور لازماً ان میں سے ایک طبقہ عبرت کا نشان بنے گا‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/ اگست 1988)

1989ء کے بعض انتباہات

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 20 جنوری 1989ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

❁.....’’انہوں نے احمدیوں کی ممبر شپ روکنے کی بجائے باقاعدہ ایک تاریخی فیصلہ کے ذریعہ یہ اعلان کیا کہ ہر احمدی مسلم لیگ کا ممبر بن سکتا ہے اور اس کے نتیجہ میں دوسری تمام مذہبی جماعتیں اگر ناراض ہو کر مسلم لیگ کی ممبر شپ سے الگ ہوتی ہیں تو ہونے دو۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جس کے نتیجہ میں دراصل قائد اعظم کامیاب ہوئے۔ یہ وہ اصولی فیصلہ تھا جو خدا کو پسند آیا۔ یہ وہ انصاف اور تقویٰ کی بات تھی جس نے درحقیقت ایک ہاری ہوئی بازی کو جتا دیا۔ مَیں سمجھتا ہوں یہ اسی ایک ہی فیصلے کی برکت تھی کہ ایک عظیم انقلاب رونما ہونا شروع ہو گیا۔ ... یہ ہے اصول کی وہ بات جو بدقسمتی سے آج تک ہمارے سیاستدانوں نے نہیں سیکھی۔ اس وقت پاکستان میں جو صورت حال ہے اس میں بھی اس قسم کی بعض باتیں ہیں جن کے فیصلے ہونے والے ہیں۔

احمدیت کے مخالف علماء کا ہمیشہ سے یہ دستور رہا ہے کہ وہ خوف دلا کر اور دھمکیاں دے کر سیاستدانوں کو مرعوب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ... جہاں تک موجودہ حکومت کی سیاسی پارٹی کا تعلق ہے مَیں جانتا ہوں کہ ان میں سے بھاری اکثریت ایسی ہے جو بدنیّت نہیں ہے۔ ان کے اصول بھی آزاد تھے۔ انہوں نے عوام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم سیکولرزم کے نام پر آرہے ہیں اور ان کے منشور میں یہ بات داخل تھی۔ عوام نے سب کچھ دیکھ کر اور سوچ سمجھ کر ان کے حق میں اور ان کی تائید میں فیصلہ کیا لیکن جب سیاسی دباؤ بڑھنے شروع ہوں تو اس وقت سیاستدان کی اندرونی Integrity اور اس کے اصولوں پر قائم رہنے کی طاقت کا امتحان ہوا کرتا ہے۔ کیا اس امتحان پر یہ سارے پورے اتر سکیں گے یا نہیں۔ یہ ہے فیصلہ جو آج ہونے والا ہے۔ ... پہلے بھی تو تم نے غلط قدم اٹھائے تھے۔ پہلے بھی تو ان کے غلط نتیجے دیکھ چکے ہو۔ اگر تمہاری یادداشت چھوٹی ہے، اگر تمہاری نظر کوتاہ ہے تو ہم تمہیں بتا رہے ہیں، ہم تمہیں دکھا رہے ہیں کہ ایسے واقعات پہلے گزر چکے ہیں اور آئندہ بھی اگر تم وہ غلطیاں کرو گے جو پہلے کر چکے ہو تو ویسے ہی نتیجے دیکھو گے جو پہلے دیکھ چکے ہو اور اس قانون قدرت کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ یہ بات ہے جو سمجھانے والی ہے اور اس کے لئے جماعت کو محنت کرنی چاہئے اور ان لوگوں کو یہ بھی بتا دینا چاہئے کہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں اور ہر ایک کی کمزوریوں سے باخبر ہیں۔ ہم جانتے ہیں تم میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی نیتیں ٹھیک ہیں اس لئے تم اپنے مفاد کی خاطر اگر ہمیں آج قربان کر سکتے ہو تو مجبور ہو کر کر رہے ہو، ہمیں یہ بھی احساس ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ اس قربانی کے بعد تمہاری قربانی کا وقت بھی آنے والا ہے۔ اس لئے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ جس چھری کو تم آج ہماری گردن پر چلنے کی اجازت دو گے، خدا کی قسم! وہ چھری ضرور تمہاری گردن پر چلائی جائے گی۔ یہ وہ تقدیر ہے جس کو تم تبدیل نہیں کر سکتے اور کبھی اس میں تبدیلی نہیں ہوئی۔ لیکن ہماری گردن کی حفاظت کی خدا نے ضمانت دی ہے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20/ جنوری 1989ء)

14/ اپریل 1989ء کو حضور رحمہ اللہ نے ایک دفعہ پھر قومی سیادت کو ماضی کی بیوقوفیاں کرنے سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

❁.....’’بار بار موجودہ قومی سیادت کو سمجھانے کی کوشش کی کہ بعض وہ بیوقوفیاں دوبارہ نہ کرنا جو پہلے سرزد ہو چکی ہیں کیونکہ ان کے نتائج نہ صرف یہ کہ وہی نکلیں گے بلکہ اس دفعہ زیادہ بھیانک نکلیں گے۔ ... پہلے پنجاب کی حکومت نے مُلّاں کو اٹھانا شروع کیا اور بڑے زور کے ساتھ یہ اعلان کیا کہ ہماری سیاست مُلّاں کی سیاست ہے اور مُلّاں ہمارے ساتھ ہیں اور مُلّاں نے بھی خوب خوب ان کی تائید کی اور اسلام کو جیسا کہ وہ ہمیشہ ظلم کا نشانہ بناتے رہے ہیں اب بھی ظلم کا نشانہ بنایا اور یہ آواز اسلام کے نام پر اٹھائی کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی۔ ... تمہیں کامل یقین ہے کہ قرآن کریم کی یہی تعلیم ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اسی پر زور دیا کہ عورت سربراہ نہیں ہو سکتی اور تم یہ کہتے ہو کہ ایسا ملک ہلاک ہو جایا کرتا ہے جس کی سربراہ عورت ہوتی ہے۔ لیکن آؤ ہم سودا کرتے ہیں۔ تم اس چیز سے باز آ جاؤ اور مقابل پر جتنا احمدی خون چاہئے، جتنی احمدی عزتیں چاہئیں، جتنے احمدی سر چاہئیں وہ سب تمہارے حضور ہیں۔ ... ہمارا تو Birth Mark آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور خدا کی محبت ہے اسے کس طرح مٹاؤ گے۔ ہمارے گھروں کو جلا دو، ہمارے جسموں کو جلا دو، ہمارے اموال لوٹ لو، ہماری عورتوں، بچوں اور مردوں کو فنا کر دو مگر خدا کی قسم! محمد مصطفیٰؐ کے خدا کی قسم!! اور کائنات کے خدا کی قسم!!! کہ احمدیت کے دل میں محمد مصطفیٰؐ اور اللہ کی محبت کا جو Birth Mark ہے اس کو تم نہیں مٹا سکتے۔ تمہیں طاقت کیا، استطاعت کیا ہے کہ ان دلوں تک پہنچ سکو؟ تمہاری آگیں جسموں تک جا کر ختم ہو جائیں گی۔ ہاں دلوں تک پہنچنے والی ایک آگ ہے جو خدا جلاتا ہے اور جب وہ فیصلہ کرے گا کہ تمہارے دل پر بھڑکائی جائے گی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں اس آگ کے اثرات سے بچا نہیں سکتی‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ اپریل 1989ء)

13/ اکتوبر 1989ء کو فرمایا:

❁.....’’تمام انبیائے گزشتہ کی تاریخ کا مطالعہ کر لیں۔ دونوں میں سے ایک بات ضرور ہو کر رہی ہے یا ان قوموں کے تکبّر مٹ گئے اور انہوں نے عاجزانہ طور پر اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کر دیا یا ان قوموں کے وجود صفحۂ ہستی سے مٹا دئے گئے اور پھر ان کا نام و نشان صرف تاریخ کے صفحات میں ملتا ہے اور وہ بھی حسرت کے ساتھ۔ جیسا کہ قرآن کریم نے فرمایا:

یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ۔

دیکھو ان بندوں پر کیسی حسرت ہے۔ اگر وہ قومیں غالب آتیں تو وہاں حسرت کا مضمون اطلاق نہیں پا سکتا تھا۔ مراد یہ ہے کہ یہ استہزاء کرنے والے ہمیشہ مغلوب ہوئے ہیں۔ اس لئے یا تو پھر بعد میں دیر میں آتے ہیں اور شرمندہ ہوتے ہیں اور پچھتاتے ہیں اور روتے ہیں اور گریہ وزاری کرتے ہیں اور استغفار سے کام لیتے ہیں اور یا پھر خود ان کی عظمتیں مٹا دی جاتی ہیں۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا ہمیں وہ نشان دکھائے جو دلوں کے غلبے کا نشان ہے اور ہماری اس قوم کو ایمان لانے والوں میں شامل کرے‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ اکتوبر 1989ء)

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

احمدیوں سے پاکستان کی شان

مکرم جمیل احمد بٹ صاحب

ملک اور قوم کی زندگی اور بقا اعلیٰ انسانی اقدار کی نشوونما اور پھیلاؤ سے وابستہ ہے۔ افراد میں سچائی، امانت، دیانت، فرض شناسی، محنت، بے غرضی، ملک سے محبت اور اس کے لئے اپنے مال اور جان فدا کرنے کا جذبہ ہی قومی زندگی کے ضامن ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امام زمانہ پر ایمان کی برکت، اس کی قوتِ قدسیہ کے اعجاز اور نعمتِ خلافت کے طفیل جماعتِ احمدیہ اور افراد جماعت سب ان اقدار کے علم بردار ہیں اور ان خوبیوں کی بدولت مثالی طرزِ عمل کی ایک روشن تاریخ کے امین ہیں۔ عظیم کامیابیوں، کارناموں اور انسانی ترقی کی معراج پر پہنچی ہوئی مثالوں کے ساتھ ان کا وجود اقوامِ عالم میں پاکستان کی شناخت، تکریم اور تمام قابل ذکر نیک نامیوں کا باعث ہے۔ یہ مشاہدہ کسی بھی غیر جانبدار نگاہ کو اس نتیجہ تک پہنچا سکتا ہے کہ جماعتِ احمدیہ اور احمدی پاکستان کے وجود میں ایک دھڑکتے ہوئے دل اور اس کی جان کی مانند ہیں۔

اس حوالے سے گزشتہ دہائیوں کے چند واقعات کا بیان اس مضمون کا موضوع ہے۔ ان بیشتر اعلیٰ مثالوں کے دورانیہ کا ابتدائی تین دہائیوں میں ارتکاز اور ۱۹۷۴ء کے بعد ملک کی شان بڑھانے والے ان واقعات میں نمایاں کمی اہل دانش کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

۱۔ پاکستان کی مشرقی سرحد کے منصفانہ تعین کے لئے کوشش کرنا:

انگریز حکومت نے جب مسلم اکثریتی صوبے پنجاب کی تقسیم کا فیصلہ کیا اور جولائی ۱۹۴۷ء میں باؤنڈری کمیشن کے قیام کا اعلان کیا تو اس اہم معاملہ میں مسلم لیگ کی وکالت ایک احمدی کے سپرد ہوئی۔ آپ کی اعلیٰ کارکردگی کو سراہنے والوں میں سب سے اول خود قائداعظم تھے جیسا کہ لکھا ہے:

معانقہ کا شرف:

’جب چوہدری ظفر اللہ خان یہ کیس (باؤنڈری کمیشن) پیش کر چکے، قائداعظم نے انہیں شام کے کھانے کی دعوت دی اور انہیں معانقہ کا شرف بخشا جو قائداعظم کی طرف سے کرۂ ارض پر بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا۔ معانقہ کرنے کے بعد قائداعظم نے چوہدری ظفر اللہ خان سے کہا ’میں تم سے بہت خوش ہوں اور تمہارا ممنون ہوں کہ جو کام تمہارے سپرد کیا گیا تھا تم نے اسے اعلیٰ قابلیت اور نہایت احسن طریق سے انجام دیا‘۔

(تحریر وقیع صحافی منیر احمد منیر مطبوعہ روزنامہ خبریں۔ ۷ جون ۲۰۰۳ء بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۴۳)

اس اہم ذمہ داری کو اس نامور احمدی نے جس طرح ادا کیا اس کا اعتراف مشہور صحافی حمید نظامی صاحب نے اپنے اخبار میں یوں کیا:

’کوئی چار گھنٹے محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کی طرف سے نہایت مدلل، نہایت فاضلانہ اور نہایت معقول بحث کی۔ کامیابی بخشنا خدا کے ہاتھ میں ہے مگر جس خوبی اور قابلیت کے ساتھ سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے مسلمانوں کا کیس پیش کیا۔ اس سے مسلمانوں کو اتنا اطمینان ضرور ہو گیا کہ ان کی طرف سے حق و انصاف کی بات نہایت مناسب اور احسن طریقہ سے ارباب اختیار تک پہنچا دی گئی ہے۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کو کیس کی تیاری کے لئے بہت کم وقت ملا۔ مگر اپنے خلوص اور قابلیت کے باعث انہوں نے اپنا فرض بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ پنجاب کے سارے مسلمان بلا لحاظ عقیدہ ان کے اس کام کے معترف اور شکر گزار ہوں گے‘۔

(اخبار نوائے وقت لاہور۔ یکم اگست ۱۹۴۷ء بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۰۴۔۱۰۵)

ایسا ہی اعتراف کئی سال بعد جسٹس محمد منیر صاحب نے ان الفاظ میں کیا:

’عدالت ھذا کا صدر جو اس کمیشن کا ممبر تھا۔ اس بہادرانہ جدوجہد پر شکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے جو چوہدری ظفر اللہ خان نے گورداسپور کے معاملہ میں کی تھی۔۔۔۔

چودھری ظفر اللہ خان نے مسلمانوں کی نہایت بے غرضانہ خدمات انجام دیں۔ ان کے باوجود بعض جماعتوں نے عدالتِ تحقیقات میں ان کا ذکر جس انداز میں کیا ہے وہ شرمناک ناشکرے پن کا ثبوت ہے‘۔

(رپورٹ عدالت ۱۹۵۳ء، صفحہ ۲۰۹ مطبوعہ حکومت پنجاب)

۲۔ نوزائدہ پاکستان کو دنیا میں متعارف کروانا:

پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک نیا ملک تھا اور بیشتر دنیا اس سے بے خبر تھی۔ اسے دنیا میں متعارف کرانے کا اعزاز ایک احمدی کو حاصل ہوا۔ قائدِ اعظم نے اقوامِ متحدہ میں پہلے پاکستانی وفد کا سربراہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو مقرر فرمایا۔ اور آپ کے ہاتھوں پاکستان کے اقوامِ متحدہ کا رکن بننے کی کاروائی انجام پائی۔ اسی اجلاس میں مسئلہ فلسطین زیر بحث آیا۔ حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے اس مسئلہ پر اظہارِ خیال نے یکدم پاکستان کا نہ صرف نام بلکہ اس کی عزت اور احترام کو ساری دنیا میں عام کر دیا۔ اس واقعہ کا پاکستانی پریس میں یوں ذکر ہوا۔

’جب آپ تقریر کر رہے تھے تو مسرت و ابتہاج سے عرب نمائندوں کے چہرے تمتما اُٹھے۔ تقریر کے خاتمے پر عرب ممالک کے مندوبین نے آپ سے مصافحہ کیا اور ایسی شاندار تقریر کرنے پر مبارکباد پیش کی‘۔

(اخبار نوائے وقت لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۵۹ طبع سوم ۲۰۰۹ء)

اس نامور احمدی کے ذریعہ پاکستان کا یہ تعارف سدا بہار رہا۔

مصر میں پاکستان کے ایک سابق سفیر احمد سعید کرمانی نے اپنی یادداشتوں میں لکھا:

’مصر میں قیام کے دوران مَیں نے دیکھا جب بھی مختلف ممالک کے سفیروں سے ملاقات ہوتی ان میں سے اکثریت پاکستان کا نام چوہدری صاحب کے توسط سے جانتی تھی۔ نہ صرف عرب بلکہ جاپانی اور ایرانی سفراء بھی چوہدری صاحب کے بڑے مداح تھے‘۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ اکتوبر ۱۹۹۹ء، صفحہ ۲۱ بحوالہ تعمیر و ترقیٔ پاکستان

میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۶۰ طبع سوم ۲۰۰۹ء)

ابھی حال میں گزشتہ حکومت کے وزیر خارجہ خواجہ آصف صاحب نے ٹی وی پر ایسا ہی اظہار کیا۔

۳۔ پاکستان کی تعمیر و ترقی کے لئے بے مثل راہنمائی کرنا :

پاکستان بنے ابھی صرف تین مہینے ہوئے تھے۔ قادیان سے نقل مکانی کے بعد جماعت کو بھی مسائل کا سامنا تھا۔ کمال حیرت ہے کہ ایسے میں بھی حضرت امام جماعت احمدیہ نے وطن کی محبت کے ہاتھوں وقت نکالا اور ملک کی تعمیر و ترقی کے موضوع پر چھ پبلک لیکچرز دئے۔ یہ خطاب مینارڈ کالج ہال اور پنجاب یونیورسٹی ہال میں ہوئے۔ اور ان جلسوں کی صدارت جسٹس محمد منیر صاحب، ملک فیروز خان نون صاحب، ملک عمر حیات صاحب، میاں فضل حسین صاحب اور سر عبدالقادر صاحب نے کی۔ حضرت صاحب نے ان خطابات میں جو راہنمائی فرمائی۔ اس وقت اخبارات میں ان کی درج ذیل رپورٹنگ ہوئی۔

(نوٹ: متن میں ذیلی عنوان وضاحت کے لئے اضافہ کئے گئے ہیں):

’مرزا بشیر الدین محمود نے کل مسٹر جسٹس محمد منیر کی صدارت میں ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے (کہا)۔ ...

بے کار زمینوں کی آبادی: پاکستان کی زرعی پوزیشن پر تبصرہ کرتے ہوئے بے کار زمینوں کو فوراً آباد کرنے پر زور دیا۔ ...

بلوچستان میں پٹرول: اگر کوشش کی جائے بلوچستان میں اتنا پٹرول مل سکتا ہے کہ وہ ابادان کو بھی مات کر دے گا۔

کوئلہ: اس طرح کوئلہ کی کانوں کے لئے جستجو اور تلاش جاری رکھی جائے۔‘

(اخبار نوائے وقت۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۱ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

ریسرچ سینٹر :

’آپ نے کہا کمرشل، انڈسٹری، زراعتی اور دفاعی صنعت کی ریسرچ کے لئے پاکستان کا ایک قومی ادارہ قائم کرنا چاہئے۔‘

(اخبار زمیندار لاہور۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۲۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

زراعتی ترقی: ’آپ نے پر زور تائید کی کہ ملک کی زراعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔ ... شاہ پور، جھنگ، مظفر گڑھ کے اضلاع اور شمالی مغربی صوبہ سرحد کے چند اضلاع اور سندھ کا تمام صوبہ موجودہ ترقی یافتہ طریقوں پر بہت جلد پاکستان کی زراعتی دولت میں اضافے کا باعث بن سکتے ہیں۔‘

(اخبار سفینہ لاہور۔ ۴ دسمبر ۱۹۴۷ء تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۳۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

سرحدی دفاع :

’وہ لوگ جو سرحد کے ساتھ ساتھ بستے ہیں انہیں فوری طور پر مسلح کر دیا جائے اور انہیں فوجی اسلحہ کے استعمال کی تربیت دی جائے۔‘

(ترجمہ از انگریزی اخبار ایسٹرن ٹائمز لاہور۔ ۲۳ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۱۴)

ذریعہ تعلیم: ’مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضرور اردو کو ذریعۂ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا۔‘

اُردو زبان: ’(اردو) کے تحفظ کے لئے دہلی کے مہاجرین کی ایک علیحدہ بستی آباد کی جائے۔ ورنہ اب یہ خاندان منتشر ہو رہے ہیں اور آہستہ آہستہ ان کی زبان ناپید ہو جائے گی۔‘

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۲۲۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

’مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعتِ احمدیہ نے کل شام مینارڈ ہال لاء کالج میں پاکستان اور اس کے مستقبل کے موضوع پر ایک عظیم اجتماع کے سامنے تقریر کرتے ہوئے پاکستان کی زراعت، اقتصادیات اور معاشیات پر فصیح و بلیغ لیکچر دیا۔ ملک فیروز خان نون اس اجتماع کے صدر تھے۔‘

نہری نظام: مرزا صاحب نے زراعت کے سلسلہ میں ذرائع آب پاشی خصوصاً نہروں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پچاس سالوں کے بعد نہروں کے خراب ہو جانے کے باعث پاکستان کی زراعت کو سخت خطرہ ہے۔

امریکہ سے قرض: بیرونی سلطنتوں خصوصاً امریکہ سے قرضہ لینا ہماری آزادی کے لئے زبردست خطرہ ہوگا۔

بیرونی سرمایہ کاری (DFI): لہٰذا اس کا علاج صرف یہ ہے کہ بیرونی کمپنیوں کو پاکستان میں سرمایہ لگانے کی مشروط اجازت دی جائے۔ ان فرموں کو چالیس فی صدی حصے دئے جائیں اور چالیس فی صدی حکومتِ پاکستان دے۔ باقی بیس فی صدی حصوں کے مالک پاکستان کے عوام ہوں۔ اس سلسلے میں فرموں سے یہ شرط بھی کی جائے کہ وہ ہمارے حصہ دار کو ساتھ ساتھ ٹریننگ دیں گے۔

(اخبار زمیندار لاہور۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۲۰۔۴۲۱ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

بحری دفاع: ’پاکستان کو Submarines (آبدوز کشتیاں)، Mine Layers (سرنگ بچھانے والے)، Mine Sweepers (سرنگیں صاف کرنے والے)، Destroyers (تباہ کن جہاز) اور Aircraft (ہوائی بردار جہاز) حاصل کرنے کے لئے فوری طور پر قدم اٹھانا چاہئے۔‘

شپنگ: ’اس سلسلہ میں تجارتی بیڑہ قائم کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ اس وقت تمام بحری تجارتی کمپنیاں غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہیں۔‘

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ صفحہ ۴۲۳۔ ۴۲۴ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

خارجہ سیاست: ’پاکستان کی اپنی طرف سے کوئی ایسی بات نہ کرنی چاہئے جس سے اس کے ہندوستان سے تعلقات خراب ہوں۔ اسے اپنی طرف سے صلح کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے لیکن یہ صلح باعزت ہو۔

۲۔ برطانیہ اور امریکہ سے بھی خوشگوار تعلقات رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن ان کی چالوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

۳۔ روس کے متعلق بھی امن پسندانہ رویہ رکھنا چاہئے اور اپنی طرف سے کوئی وجہ اشتعال پیدا نہ ہونے دینی چاہئے۔

۴۔ عرب ممالک سے زیادہ سے زیادہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے چاہئے۔

۵۔ عراق اور شام کے ساتھ ریل کے ذریعہ پاکستان کا اتصال قائم کرنا ضروری ہے۔

۶۔ برما اور سیلون --- کے ساتھ --- تعلقات مشرقی پاکستان کی مدد کے لئے بہت اہمیت رکھتے ہیں۔

۷۔ اسپین، ارجنٹائن، جاپان، آسٹریلیا، ابی سینا اور ایسٹ افریقہ سے بھی دوستانہ تعلقات استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔‘

(روزنامہ الفضل لاہور۔ ۱۱ جنوری ۱۹۴۸ء بحوالہ تاریخ احمدیت از مولانا دوست محمد شاہد۔ جلد ۱۱، صفحہ ۴۲۵۔ مطبوعہ ۱۹۷۰ء)

روح القدس سے تائید یافتہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ سب راہنما باتیں آج وقت گزرنے کے بعد اپنی سچائی ظاہر کر چکی ہیں۔ بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے آج سانس لینا دوبھر ہے۔ اور بیشتر وسائل قرض اور سود کی ادائیگی میں لگ جاتے ہیں۔ مشرقی پاکستان ہم کھو چکے ہیں۔ اردو زبان رنگ بدل چکی ہے۔ خارجہ معاملات مسائل کا شکار ہیں۔

۴۔ مسئلہ کشمیر کے حل کی آخری کامیابی حاصل کرنا :

جنوری ۱۹۴۸ء میں ہندوستان کشمیر کے معاملہ کو اقوامِ متحدہ میں لے گیا۔ اس کی جواب دہی بھی ایک بزرگ احمدی کے سپرد ہوئی جو اس وقت پاکستان کے وزیرِ خارجہ تھے۔ آپ کی کامیاب کارکردگی کو یوں سراہا گیا۔

’آپ نے یو این او میں دنیا بھر کے چوٹی کے دماغوں کے سامنے اپنے ملک وملت کی وکالت کرتے ہوئے مسلسل ساڑھے پانچ گھنٹے تقریر کی۔ ظفراللہ خان کی تقریر ٹھوس دلائل اور حقائق سے لبریز تھی۔ ... کشمیر کمیشن کا قیام ظفراللہ خان کا ایک ایسا کارنامہ ہے جسے مسلمان کبھی نہ بھول سکیں گے۔‘

(اخبار نوائے وقت لاہور۔ ۲۴ اگست ۱۹۴۸ء بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا۔ صفحہ ۱۸۲۔ طبع سوم ۲۰۰۹ء)

’سر ظفراللہ خان کی معرکتہ الآراء جواب دہی کے بعد بین الاقوامی حلقوں میں ... ہر جانب یہ تسلیم کیا جا رہا تھا کہ پاکستانی وزیر خارجہ نے بمصداق محاورۂ انگریزی آئینگر (ہندوستانی نمائندہ) پر میزائلٹ دی، اسی طرح کہ ہندی نمائندوں کو الٹے لینے کے دینے پڑ گئے۔‘

(خوننابہ کشمیر از فضل احمد صدیقی ایم اے۔ صفحہ ۲۳۰ بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۸۱۔ طبع سوم ۲۰۰۹ء)

سر ظفراللہ خان کی اس مساعی کا نتیجہ اس قرارداد کی شکل میں ظاہر ہوا جو اقوامِ متحدہ نے متفقہ طور پر منظور کی۔ مخالفت میں ایک ووٹ بھی نہیں تھا۔ صرف روس اور یوکرائن غیر جانبدار رہے۔ اس قرارداد کی پہلی شق تھی:

’ریاست جموں وکشمیر ہندوستان یا پاکستان سے الحاق کا فیصلہ جمہوری طریق سے آزادانہ غیر جانبدارانہ رائے شماری کے ذریعہ ہوگا۔‘

یہ قرارداد آج تک مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے حاصل کی گئی آخری کامیابی ہے۔ اور اس کے بعد پاکستان کی تمام تر کوشش اس پر عمل درآمد پر زور دینا رہا ہے۔ یوں جب کبھی اس پر عمل درآمد ہو گا۔ مسئلہ کشمیر کے حل کا سہرا بھی ایک احمدی کے سر بندھے گا۔ جیسا کہ لکھا ہے:

’انہوں نے جس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکیورٹی کونسل کے سامنے پیش کیا۔ یہ اس کا ثمرہ تھا کہ سیکیورٹی کونسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کو عوام کے استصواب رائے سے مشروط کر دیا۔‘

(م ش کی ڈائری مطبوعہ اخبار نوائے وقت ۲۱ ستمبر ۱۹۹۰ء بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۹۰)

’آج ہم کشمیر کے متعلق سیکیورٹی کونسل کی جس قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سیکیورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفراللہ خان کا ہاتھ تھا۔‘

(م ش کی ڈائری۔ اخبار نوائے وقت لاہور میگزین ۶ مارچ ۱۹۹۲ء بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۶۵۔۱۶۶)

۵۔ پاکستان کے لئے نیک نامی کمانا :

۱۔ مسئلہ فلسطین کے حل کے لئے بہترین کوشش کرنا:

اس معاملہ میں اقوام متحدہ میں حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی تقاریر نے تمام مسلمان ملکوں میں بالعموم اور عرب ملکوں میں بالخصوص ان کے لئے محبت اور پاکستان کے لئے احترام کا رشتہ قائم کر دیا۔ تقریر انتہائی مدلل، پُراثر اور شاندار تھی۔

نوائے وقت نے فخریہ اظہار کیا:

’سر ظفراللہ کی تقریر سے اقوام متحدہ کی کمیٹی میں سکتہ کا عالم طاری ہوگیا۔‘

’امریکہ، برطانیہ اور روس کی زبانیں گنگ ہوگئیں۔‘

’فلسطین کے متعلق سر ظفراللہ کی تقریر سے دھوم مچ گئی۔‘

’عرب لیڈروں کی طرف سے سر ظفراللہ خان کو خراج تحسین‘

(اخبار نوائے وقت لاہور ۱۲/اکتوبر ۱۹۴۷ء بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۷۵۔ طبع سوم ۲۰۰۹ء)

امیر فیصل کی شکرگزاری:

سعودی عرب کے امیر فیصل (بعد میں شاہ فیصل) اس وقت اقوامِ متحدہ میں شاہی مندوب تھے۔ انہوں نے اپنے مئی ۱۹۴۸ء میں ایک خط میں حضرت چوہدری صاحب کو لکھا:

ترجمہ از انگریزی: ’اس خط کے ذریعہ میں اپنے دلی شکر کا اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جب سے فلسطین کا مسئلہ اقوامِ متحدہ میں پیش ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون اور ہمارے حق میں نہایت اعلیٰ مؤقف اختیار کیا ہے۔‘

(خط کے عکس کے لئے ملاحظہ ہو کتاب تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵)

خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا جانا:

یہی تعلق تھا کہ ایک دہائی کے بعد مارچ ۱۹۵۸ء میں جب حضرت چودھری صاحب نے عمرے کی غرض سے حرمین شریفین کا قصد کیا تو آپ شاہ سعود کے ذاتی مہمان ٹھہرے اور آپ کے لئے خانہ کعبہ کا دروازہ کھولا گیا۔ اور آپ کو اس مقام پر کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں نفل ادا کئے تھے۔

(تحدیث نعمت از محمد ظفراللہ خان، صفحہ ۶۴۴۔۶۴۵۔ طبع ثانی ۱۹۸۱ء)

۲۔ مسلمان ملکوں کی آزادی میں اہم کردار :

ایک احمدی ہی کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ انہوں نے اپنے منصب کو کئی مسلمان ملکوں کی آزادی کے لئے استعمال کیا۔ اس کا اعتراف عام طور پر ہوا۔ جیسا کہ یہ تحریریں :

۱۔ ’اقوام متحدہ کے مستقل مندوب کی حیثیت میں چوہدری صاحب نے افریقہ اور عالم اسلام کے ممالک کے خصوصاً مشرقِ وسطیٰ کے مسلم ممالک کی گراں بہا خدمات انجام دیں اور آپ کی مخلصانہ وکالت کے نتیجہ میں مراکش، الجزائر اور لیبیا کو آزادی اور خودمختاری حاصل ہوئی۔ اور پاکستان کو عرب ممالک کے محسن کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ تیونس، مراکش اور اُردن نے آپ کو اپنے سب سے بڑے نشان اعزاز سے نوازا۔‘

(اخبار نوائے وقت لاہور، ۲ ستمبر ۱۹۸۵ء، تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۶۵)

’عرب ممالک کی آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار ظفراللہ نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دئے۔‘

(م ش کی ڈائری۔ اخبار نوائے وقت لاہور میگزین ۶ مارچ ۱۹۹۲ء بحوالہ تعمیر وترقیٔ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۱۶۶)

مسلمان ملکوں کی انہی خدمات کا نتیجہ تھا کہ جب مفتیٔ مصر نے ۱۹۵۳ء میں احمدی مخالف شورش کی حمایت کی تو وہاں کے اخبارات نے کھل کر آپ کے حق میں یہ اظہار کئے :

عزام پاشا سیکرٹری عرب لیگ نے لکھا :

’ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ ظفراللہ خان اپنے قول اور اپنے کردار کی رو سے مسلمان ہیں۔ روئے زمین کے تمام حصوں میں اسلام کی مدافعت کرنے میں آپ کامیاب رہے اور اسلام کی مدافعت میں جو مؤقف بھی اختیار کیا گیا اس کی کامیاب حمایت ہمیشہ ان کا طرۂ امتیاز رہا۔ اس لئے آپ کی عزت عوام کے دلوں میں گھر کر گئی اور مسلمانانِ عالم کے قلوب آپ کے لئے احسان مندی کے جذبات سے لبریز ہوگئے۔ آپ ان قابل ترین قائدین میں سے ہیں جنہیں عوامی اور ملی مسائل کو خوش اسلوبی سے طے کرنے کا ملکہ حاصل ہے۔‘ (الاخبار الجدیدہ قاہرہ ۲۲ جون ۱۹۵۲ء)

ازہر یونیورسٹی کے ڈائریکٹر خشابہ پاشا نے لکھا :

’مسلمانوں اور عربوں کے معاملات میں بالعموم اور مصر کے معاملات میں بالخصوص چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے اسلامی مفادات کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ ہی جس دلیری سے کام لیا ہے اس پر ذمہ دار حلقوں نے احسان مندی کا اظہار کرتے ہوئے اسے خوب سراہا ہے ۔ ...مَیں اس عظیم شخص کا بے حد ممنونِ احسان ہوں کیونکہ اس نے میرے ملک کی بے حد خدمت سرانجام دی ہے۔

(اخبار الزماں قاہرہ۔ ۲۵ جون ۱۹۵۲ء)

۳۔عالمی عدالت انصاف کا جج ہونا:

’سر ظفر اللہ ۔۔۔عالمی عدالت کے سربراہ رہے۔ اقوام متحدہ میں اہم ترین مناصب پر فائز رہے۔ یہ پہلے اور ابھی تک آخری پاکستانی ہیں جو اس مقام تک پہنچے ہیں۔‘

(تحریر نفیس صدیقی روزنامہ جنگ لاہور۔ یکم اپریل ۱۹۹۸ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۹۴)

اس تحریر کو ۲۰ سال مزید گزر گئے ہیں۔ حضرت چوہدری صاحب تا حال آخری پاکستانی ہیں جو اس مقام کو پہنچے۔

’آزادی کے ۴۳ برسوں میں ہم نے چار مرتبہ کوشش کی کہ عالمی عدالت کی بینچ پر ایک نشست ہمیں مل جائے۔ پہلی کوشش تو سر محمد ظفر اللہ کی کامیابی کی صورت میں بار آور ہوئی باقی ناکام۔

(مضمون ایڈووکیٹ افتخار علی شیخ مطبوعہ اخبار نوائے وقت لاہور۔ ۴ دسمبر ۱۹۹۰ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۳۱)

۴۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور عالمی عدالت انصاف کی صدارت کا منفرد اعزاز:

’انہیں یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ وہ بین الاقوامی عدالت کے سربراہ اور جنرل اسمبلی کے صدر رہے اور یہ ایسا منفرد اعزاز ہے جو دنیا بھر میں آج تک کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوا۔‘

(روزنامہ مشرق لاہور۔ ۷ ستمبر ۱۹۸۵ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۷۵)

۵۔سر ظفر اللہ کی وفات پر اقوام متحدہ کا پرچم سرنگوں کیا جانا:

’لاہور میں اتوار کے روز انتقال کر جانے والے پاکستانی محمد ظفر اللہ خان کے سوگ میں منگل کے روز اقوام متحدہ کا پرچم سرنگوں رہا۔ اقوام متحدہ کا سکریٹریٹ ان کی موت کی خبر پہنچتے ہی بند کر دیا گیا تھا۔ اور تین دن کے بعد جب کام شروع ہوا تو پہلے روز پرچم سرنگوں رکھا گیا۔‘

(روزنامہ جنگ لاہور ۵ ستمبر ۱۹۸۵ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۲۶۴)

۶۔پہلے مسلمان نوبل لائریٹ بننے کا اعزاز

پہلے پاکستانی اور پہلے مسلمان سائنسدان کی حیثیت سے پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام کا نوبل انعام حاصل کرنا پاکستان کے ماتھے کا ایک سدا بہار جھومر ہے۔ جو ہمیشہ پاکستان کی نیک نامی اور اس کی شناخت رہے گا۔ کون محبِّ وطن پاکستانی ۱۰ دسمبر ۱۹۷۹ء کا وہ نظارہ بھول سکتا ہے جب شاہ سویڈن کی صدارت میں نوبل انعامات کی تقسیم میں ایک بلند قامت داڑھی والا شخص، سیاہ رنگ کی شیروانی، سفید شلوار، سفید پگڑی اور طلّے کے کام والے کھسّے پہنے سٹیج کی طرف چلا۔ یہ سراپا پاکستانی عبد السلام تھے۔ جنہوں نے ڈائس پر آ کر بسم اللہ کے ساتھ اردو زبان میں تقریر کا آغاز اس شکریہ کے ساتھ کیا کہ منتظمین نے انہیں اپنی قومی اردو زبان میں اظہار کی اجازت دی۔ مملکتِ پاکستان، اس کی تہذیب، اس کے لباس اور اس کی زبان کو بین الاقوامی دنیا میں عزت و احترام عطا کئے جانے کی یہ ایک انوکھی مثال تھی، ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

ڈاکٹر سلام کے اس بے مثل کارنامے پر بے تحاشا داد و تحسین دی گئی ہے ایسے چند اظہار:

’صدر مملکت نے اپنے تہنیتی پیغام میں بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ پروفیسر عبد السلام کا نوبیل انعام ملنے سے پاکستان اقوام عالم میں سربلند ہو گیا ہے۔‘

(روزنامہ مشرق لاہور۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۱۷)

’ہر پاکستانی کے لئے یہ بات باعث فخر و اعزاز ہے کہ ان کے ایک ہم وطن ڈاکٹر عبد السلام نے علم طبعیات میں اس سال نوبیل پرائز حاصل کیا ہے ۔ ...وہ ایک مسلمان سائنس دان ہیں۔‘

(اداریہ روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۱۸)

’بہت کم پاکستانیوں نے پروفیسر عبد السلام کی طرح پاکستان کا وقار بڑھایا ہے۔‘

(مضمون ڈاکٹر منیر احمد خان۔ مطبوعہ روزنامہ آج کل ۳۰ نومبر ۱۹۹۶ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۳۶)

’ان کے کارناموں کے باعث پاکستان کو تمام دنیا میں ہمیشہ عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہے گا۔ انہوں نے پاکستان کے لئے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو کوئی دوسرا پاکستانی انجام نہیں دے سکا۔‘

(تحریر اسرار ایوب مطبوعہ روزنامہ خبریں ۵ دسمبر ۲۰۰۶ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۳۳)

’ پاکستان میں پچھلے ساٹھ برسوں میں اس سے بڑی عزت افزائی پاکستان کے حصے میں نہیں آئی۔‘

(تحریر میمونہ کلثوم مطبوعہ روزنامہ وقت ۱۰ دسمبر ۲۰۰۷ء بحوالہ تعمیر و ترقی ’ پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۳۴)

’ان کی دریافتوں سے سائنسی دنیا کے نقشے میں پاکستان کا نام منور ہوا ہے۔ اسے سربلندی ملی ہے۔‘

(مضمون ڈاکٹر انور سدید مطبوعہ روزنامہ خبریں ۲۷ نومبر ۱۹۹۶ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۳۵)

’ڈاکٹر سلام جیسے لوگ قوم کے لئے سرمایۂ افتخار ہوتے ہیں۔‘

(خطاب پروفیسر خالد آفتاب وائس چانسلر مطبوعہ اخبار ڈان ۲۲ نومبر ۲۰۰۶ء بحوالہ تعمیر و ترقی پاکستان میں جماعت احمدیہ کا مثالی کردار از پروفیسر محمد نصر اللہ راجا، صفحہ ۳۵۸)

’ ڈاکٹر عبد السلام موجودہ صدی میں آفتاب بن کر ابھرے ۔۔۔انہوں نے ۔۔۔عالمی برادری میں مسلمانوں کے کھوئے ہوئے علمی وقار کو بڑی آن بان کے ساتھ بحال کیا اب مغرب کا وہ منہ نہ رہا جو یہ کہہ سکے کہ اسلام کی سرزمین علومِ جدیدہ کے لئے بنجر ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ سلام عالمِ اسلام کے لئے سرمایۂ افتخار ہیں۔‘

(کتاب ڈاکٹر عبد السلام از ڈاکٹر عبد الغنی ترجمہ تو را کینہ قاضی، صفحہ ۱۷۶ مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی)

(جاری ہے۔ باقی آئندہ)

مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں

مکرم محمد محمود احمد صاحب ایم اے
نائب ناظر رشتہ ناتا صدر انجمن احمدیہ ربوہ

پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب (1917-2015) جو کہ ادبی حلقوں میں مضطر عارفی کے نام سے معروف تھے۔ ان کا شمار عصر حاضر کے صف اوّل کے شعراء میں ہوتا ہے۔ مشرقی پنجاب کے ضلع فیروز پور میں جنم لینے والے مضطر عارفی گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم اے کی ڈگری حاصل کر کے تدریس کے پروقار پیشہ سے وابستہ ہوئے اور ساری عمر علمی خدمات میں گزار دی۔ شعر و ادب کی خدمت آخری سانسوں تک کی۔ ادب کے ساتھ ساتھ آپ نے فن ترجمہ میں بھی نام پیدا کیا اور بہت سی کتب کا اُردو سے انگریزی اور انگریزی سے اُردو میں ترجمہ کر ڈالا۔

پروفیسر محمد علی ایک عہد ساز شخصیت تھے ان کے ساتھ میرا تعلق آخری تین دہائیوں میں بطور تلمیذ اور ان کی شاعری کے مداح کے طور پر رہا ہے۔ آپ ایک منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ جس میں جذبات کا غلبہ بھی تھا، انکسار کی انتہا بھی اور محبت کی چاشنی بھی اور محنت کی لگن بھی تھی۔

آپ نے لمبی عمر پائی اور آخری سانسوں تک جماعت کی خدمت میں مصروف عمل رہے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو تقریباً سو سال کی عمر پاویں اور ساری عمر خدمت دین میں اور خدمت خلق میں گزار دیں۔

میں نے آپ کا نام بچپن سے ہی تعلیم الاسلام کالج، گورنمنٹ کالج، شاعری اور باسکٹ بال کے حوالہ سے سن رکھا تھا۔ لیکن جب آپ کالج سے ریٹائر ہو کر 1984ء میں جامعہ احمدیہ کے انگریزی شعبہ سے وابستہ ہو گئے اور طلبہ جامعہ کو انگریزی پڑھانی شروع کی تو اس وقت آپ سے براہ راست شناسائی ہوئی اور بطور شاگرد تعلق بنا۔ اس کے بعد آپ تحریک جدید وکالت وقف نو اور وکالت تصنیف میں تادم واپسیں خدمت کرتے رہے۔

کالج کے زمانہ میں طلبہ کے ساتھ کیا تعلق تھا وہ تو کوئی کالج کا طالب علم ہی بتا سکتا ہے۔ لیکن ہم نے جامعہ میں کچھ عرصہ ان سے انگریزی پڑھی۔ انگریزی زبان پر کمال عبور تھا۔ آپ کی دلی تمنا ہوتی کہ طلبہ انگریزی میں مہارت حاصل کریں اور انگریزی زبان بولنے میں مشق کریں اور کمال پیدا کریں۔ یہی وجہ تھی کہ آپ ان طلبہ کے ساتھ ذاتی تعلق رکھتے جن کے بارہ میں علم ہوتا کہ اس کی انگریزی بول چال اچھی ہے۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کھیل کے میدان میں باسکٹ بال کے دلدادہ تھے اور باسکٹ بال کھیلنے والے طلبہ کو بھی بہت پسند کرتے اور وہ آپ کی آنکھ کے تارے ہوتے۔ باسکٹ بال کے ساتھ آپ کی بہت یادیں وابستہ تھیں اس زمانہ کی حسین یادیں جب تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی باسکٹ بال ٹیم کا پاکستان بھر میں نام تھا اور پھر آپ ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ کے روح رواں بھی ہوتے۔ اس لحاظ سے آپ کا تعلق باسکٹ بال کے ساتھ جذبات کی حد تک تھا۔ اس کھیل کی بہتری اور پروموشن کے لئے آپ کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

طلبہ کے ساتھ پیار محبت اور شفقت کا تعلق تھا۔ شخصیت میں طبعی طور پر جذبات غالب تھے۔ دوران تدریس بھی جذبات سے بسا اوقات مغلوب ہو جایا کرتے تھے۔ جذبات سے مغلوبیت بعض دفعہ ہم طلبہ کو حیران و پریشان بھی کر دیا کرتی تھی لیکن یہ جذبات ایک درد مند دل میں موجزن تھے۔ جو اپنے تلامذہ میں جماعت اور خلافت کے ساتھ محبت اور عشق پیدا کرنا چاہتا تھا۔

خلفائے سلسلہ کے ساتھ آپ کی محبت آپ کی شخصیت کا نمایاں ترین وصف تھا۔ آپ نے چار خلفاء کا زمانہ پایا۔ ان کی بے پناہ محبت اور شفقت کے مورد بنے۔ خلفاء کی شفقتیں اور محبتیں آپ کی زندگی کا سرمایہ تھیں۔ ان کے ذکر پر آپ جذبات پر قابو نہ رکھ پاتے تھے اور آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ عشق اور محبت کی اس داستان کے کسی ایک ورق کا بیان کرتے ہوئے کئی دفعہ مغلوب جذبات ہو کر رُک رُک کر بمشکل بات بیان کر پاتے۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ سے آپ کا بہت لمبا ساتھ رہا۔ تعلیم الاسلام کالج کی ابتداء سے لے کر انتخاب خلافت ثالثہ تک اور پھر بعد میں پورے دور خلافت ثالثہ میں آپ کا ذاتی تعلق تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی آپ پر بہت شفقتیں اور محبتیں تھی۔ آپ کو حضورؒ کے ساتھ بطور پرائیویٹ سیکرٹری بیرون ممالک دورہ پر بھی جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی حسین یادیں اور آپ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ اور اس تذکرہ کے بیان میں جذبات سے مغلوب ہو جانا محترم چوہدری محمد علی صاحب کی شخصیت کا خاصہ تھا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اولاد کے ساتھ بھی بہت پیار کرتے اور ان کے بچوں سے ملاقات کے وقت بھی جذبات پر قابو نہ رکھ پاتے تھے۔ خاکسار اس محبت اور جذبات کا عینی شاہد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال کا حافظہ عطا فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ 98 سال تک خدمت کی توفیق پائی اور فن ترجمہ جیسے مشکل کام سے منسلک رہے۔ وفات سے چند روز قبل آپ انصار اللہ پاکستان کی ڈائمنڈ جوبلی تقریبات کے سلسلہ میں مشاعرہ میں تشریف لائے اور اپنے شعر بھی سنائے۔ یہ آپ کی آخری پبلک تقریب تھے۔ آپ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے ہی خاکسار آپ سے ملاقات کے لئے آپ کے دفتر حاضر ہوا تھا۔ وہ ملاقات ایک گھنٹہ سے زائد جاری رہی اور اس میں بھی آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی اور خاندانی حالات اس طرح سنائے جیسے کوئی ریکارڈنگ چل رہی ہو۔ اس قدر آپ کو واقعات کی باریکیوں کے بارہ میں بھی سب کچھ ذہن نشین تھا۔ اس کمال حافظہ کو آپ نے خدمت دین کے لئے ہی استعمال کیا اور آپ کو تادم واپسیں علمی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

(باقی صفحہ 25)

رپورٹ مساعی جامعہ احمدیہ کینیڈا

(مارچ تا ستمبر 2018ء)

ماہ مارچ واپریل 2018ء

مرتبہ: ہاشم عثمان (متعلم درجہ ثالثہ) اور فضل اللہ منیب (متعلم درجہ ثانیہ)

الجمیعۃ العلمیۃ

علمی مقابلہ جات

ماہ مارچ واپریل میں جامعہ احمدیہ کینیڈا میں ہونے والے علمی مقابلہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مقابلہ بیت بازی (2مارچ 2018ء)

پوزیشن	گروپ
اول	شجاعت گروپ
دوم	رفاقت گروپ
سوم	دیانت گروپ

مقابلہ تقریر بزبان اردو (30مارچ 2018ء)

پوزیشن	نام طلباء	گروپ
اول	سید حاشر ہود، متعلم درجہ ممہدہ	رفاقت گروپ
دوم	ارحم احمد قریشی، متعلم درجہ ممہدہ	امانت گروپ
سوم	عمر فاروق، متعلم درجہ رابعہ	شجاعت گروپ

مقابلہ تقریر بزبان عربی (6اپریل 2018ء)

پوزیشن	نام طلباء	گروپ
اول	طاہر محمود، متعلم درجہ خامسہ	امانت گروپ
دوم	لبیب شاہ، متعلم درجہ رابعہ	رفاقت گروپ
سوم	رضی اللہ، متعلم درجہ ثانیہ	امانت گروپ

لیکچرز

مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کو جامعہ میں مدعو کیا جاتا ہے جو طلبا کو مختلف عناوین پر لیکچر دیتے ہیں۔ ماہ مارچ واپریل میں ہونے والے لیکچرز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ	نام	عنوان
3مارچ 2018ء	مکرم مولانا ظفر اقبال جاوید صاحب مربی سلسلہ و نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کینیڈا	تحریکِ جدید کا نظام
14اپریل 2018ء	مکرم پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب، جامعہ احمدیہ کینیڈا	خلفائے احمدیت کے ساتھ بعض انمول یادیں

تربیتی کیمپ

موسم بہار کی تعطیلات کے دوران مورخہ 9-18 مارچ 2018ء مجلس خدام الاحمدیہ کینیڈا کے تحت دسویں کلاس کے طلبا کا تربیتی کیمپ منعقد ہوا جس میں طلبا جامعہ احمدیہ کینیڈا نے مختلف خدمات سرانجام دیں۔ جن میں کلاس کے انتظامات میں معاونت کرنا، طلبا کو پڑھانا، لیکچرز دینا، سوالات کے جوابات دینا شامل ہیں۔

وفد واقفین نو امریکہ

مورخہ 31مارچ 2018 کو جماعت احمدیہ امریکہ سے واقفین نو کے وفد نے جامعہ احمدیہ کینیڈا کا دورہ کیا۔ یہ وفد نیشنل سیکرٹری وقفِ نو مکرم حافظ سمیع اللہ صاحب کی قیادت میں صبح 7:50 بجے طلبہ جامعہ احمدیہ کے ساتھ اسمبلی میں شامل ہوا اور پھر سارا دن جامعہ میں ہی گزرا۔ واقفینِ نو کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کا تفصیلی دورہ کروایا گیا۔ خلافتِ احمدیہ پر تیار ہونے والی نمائش اور جامعہ احمدیہ کینیڈا کی لائبریری بھی دکھائی گئی۔ بعد ازاں واقفینِ نو کو ترجمۃ القرآن، عربی اور اردو زبان کی کلاسوں سے مستفیض ہونے کا بھی موقع ملا۔ واقفینِ نو کے اس وفد نے جامعہ کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیا۔

جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ 24مارچ 2018ء بروز ہفتہ جامعہ میں جلسہ یومِ مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم پروفیسر عبدالرشید انور صاحب، وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ نے کی۔ صہیب احمد متعلم درجہ اولیٰ نے تلاوت قرآن کریم اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ جس کے بعد حسان منہاس متعلم

درجہ اولیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ترنم سے پڑھا۔

پروگرام کے پہلے مقرر سید عادل احمد متعلم درجہ ثالثہ نے جماعت میں ''23 مارچ کی اہمیت'' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ پھر ہاشم عثمان متعلم درجہ ثالثہ نے ''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اسلام کے لئے غیرت ایمانی'' کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد ازاں حاشر بٹ متعلم درجہ اولیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا روح پرور منظوم کلام خوش الحانی سے پیش کیا۔ اس جلسہ کے آخری مقرر اسامہ رحمان متعلم درجہ رابعہ تھے جنہوں نے ''بیعت کی پہلی شرط اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ آخر پر مکرم پروفیسر عبدالرشید انور صاحب نے طلبا کو قیمتی نصائح سے نوازا اور دعا کے ساتھ اس بابرکت نشست کا اختتام ہوا۔

سانحہ ٹورانٹو 23 اپریل 2018ء

(Yonge & Finch)

23 اپریل 2018ء کو ٹورانٹو میں المناک سانحہ ہوا جس میں ایک شخص نے دس افراد کی جانیں لیں۔ اگلے روز مورخہ 24 اپریل 2018ء کو طلبا جامعہ احمدیہ کینیڈا اس واقعہ کے تعزیتی یادگار پر گئے جہاں پھول رکھے گئے اور دعا کی گئی۔ وہاں پر موجود میڈیا کے نمائندگان کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کے متعلق انٹرویوز دیئے گئے جس میں نمایاں پیغام ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' تھا۔ غیر از جماعت لوگوں نے جماعت احمدیہ کی پُرامن تعلیمات اور کوششوں کو سراہا۔

ماہ ستمبر و اکتوبر 2018ء

فضل اللہ منیب (متعلم درجہ ثالثہ) اور

ارحم احمد قریشی (متعلم درجہ اولیٰ)

موسم گرما کے بعد جامعہ احمدیہ کینیڈا کے نئے تدریسی سال کا آغاز مورخہ 10 ستمبر 2018ء کو ہوا۔

الجمیعۃ العلمیۃ

جامعہ احمدیہ کینیڈا کے تعلیمی سال کے آغاز میں الجمیعۃ العلمیۃ کے سیکرٹریان کے انتخابات ہوئے۔ رئیس الجمیعۃ العلمیۃ مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب، استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا ہیں۔ امسال نائب رئیس الجمیعۃ العلمیۃ اسامہ رحمان، متعلم درجہ خامسہ منتخب ہوئے ہیں۔ منتخب ہونے والے دیگر سیکرٹریان کے نام بمع شعبہ جات و انچارج شعبہ جات درج ذیل ہیں:

شعبہ	نگران استاد	سیکرٹری
علمی مقابلہ جات	مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب	فرخ رحمان طاہر، متعلم درجہ رابعہ
علمی سیمینار	مکرم سہیل احمد ثاقب صاحب	عاطر مجتبیٰ خان، متعلم درجہ ثالثہ
مجلس ارشاد	مکرم عبدالنور عابد صاحب	ہاشم عثمان، متعلم درجہ رابعہ
اشاعت	مکرم فرحان حمزہ قریشی صاحب	عمر فاروق، متعلم درجہ خامسہ

علمی مقابلہ جات

ماہ ستمبر و اکتوبر میں جامعہ احمدیہ کینیڈا میں ہونے والے علمی مقابلہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

مقابلہ تلاوت (21 ستمبر 2018ء)

پوزیشن	نام طلبا	گروپ
اول	فطین ریاض، متعلم درجہ ثالثہ	شجاعت گروپ
دوم	ساغر باجوہ، متعلم درجہ خامسہ	دیانت گروپ
سوم	حاشر بٹ، متعلم درجہ ثانیہ	شجاعت گروپ

مقابلہ نظم (28 ستمبر 2018ء)

پوزیشن	نام طلبا	گروپ
اول	فطین ریاض، متعلم درجہ ثالثہ	شجاعت گروپ
دوم	حاشر بٹ، متعلم درجہ ثانیہ	شجاعت گروپ
سوم	عطاء الکریم، متعلم درجہ ثالثہ	رفاقت گروپ

لیکچرز

مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کو جامعہ میں مدعو کیا جاتا ہے جو طلبا کو مختلف عناوین پر لیکچر دیتے ہیں۔ ماہ ستمبر و اکتوبر میں ہونے والے لیکچرز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تاریخ	نام	عنوان
12 ستمبر 2018ء	☆ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب، ایڈیشنل وکیل المال یو کے	اطاعتِ خلافت
20 ستمبر 2018ء	مکرم نسیم احمد صاحب، سابق پرنسپل نصرت ہائی سکول گیمبیا	افریقہ اور امریکہ میں میدان عمل کے تجربات
29 ستمبر 2018ء	مکرم آصف خان صاحب، پروفیسر جامعہ احمدیہ کینیڈا	واقعہ کربلا
10 اکتوبر 2018ء	مکرم مولانا احمد طارق مبشر صاحب، مربی سلسلہ، بنگلہ ڈیسک یو کے	حضور انور کی انمول نصائح

☆ اگرچہ مکرم مبارک احمد ظفر صاحب اپنے ذاتی اور نجی دورہ پر ٹورانٹو آئے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ہماری درخواست کو قبول کیا ہم ان کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اطاعتِ خلافت کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس دوران انہوں نے یہ بھی کہا کہ جامعہ کا اپنا ایک تدریسی نصاب ہوتا ہے

جس کے مطابق آپ کو تیاری کرنی پڑتی ہے اور آپ کے لئے امتحانات میں کامیاب ہونا بھی ضروری ہوتا ہے۔ لیکن حضور انور نے جو مختلف جامعات کے فارغ التحصیل شاہدین کے جلسہ تقسیم اسناد و انعامات کے مواقع پر خطابات فرمائے ہوئے ہیں اُن میں آپ کے لئے بہت سی بہترین نصائح ہیں۔ وہ ایک مبلغ کو میدانِ عمل میں جانے کے لئے ہتھیار کے طور پر کام آتی ہیں۔ اس لئے حضور انور کی مبلغین اور مربیان سلسلہ کے لئے جملہ ہدایات کو نصاب کا ضروری حصہ ہی سمجھنا چاہئے۔ اور اُن پر ہمیشہ عمل کرنا چاہئے۔ اور وہ ایک مبلغ اور مربی کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ حضور انور کی نصائح اور ہدایات پر عمل کر کے ہی آپ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بن سکتے ہیں۔

آخر میں ایک طالب علم کے سوال کے جواب میں آپ نے ایک عرب محقق اور مخلص احمدی مصطفےٰ ثابت صاحب مرحوم کی خلیفۃ المسیح سے وارفتگی، قلبی تعلق اور کامل اطاعت کا ایک بے نظیر واقعہ بیان کیا اور اسی طرح مکرم سید محمد سرور شاہ صاحب آف قادیان کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کیا۔

پیدل سفر Endurance Run

مورخہ 22 ستمبر 2018ء کو جامعہ احمدیہ کینیڈا کو اپنی سالانہ Endurance Run منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

مکرم و محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ کینیڈا نے دعا کروائی اور پیدل سفر کا آغاز ہوا۔

امسال پیدل سفر کا فاصلہ تقریباً 22 کلومیٹر پر مشتمل تھا۔ اس پیدل سفر میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلبا کے نام درج ذیل ہیں:

گروپ	نام طلباء	پوزیشن
شجاعت گروپ	اسماعیل گومیز، متعلم درجہ ممہدہ	اول
دیانت گروپ	اسامہ رحمٰن، متعلم درجہ خامسہ	دوم
رفاقت گروپ	حسان منہاس، متعلم درجہ ثانیہ	سوم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ امریکہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 15 اکتوبر 2018ء سے 5 نومبر 2018ء تک امریکہ اور گوئٹے مالا کا دورہ فرمایا۔ افرادِ جماعت نے اپنے پیارے آقا کی صحبت سے بے شمار برکات حاصل کیں۔ اسی سلسلہ میں مورخہ 17 اکتوبر 2018ء سے 6 نومبر 2018ء تک جامعہ احمدیہ کینیڈا میں تعطیلات رہیں۔ طلبا و اساتذہ کی اکثریت نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے قرب سے فیض حاصل کرنے کے لئے امریکہ کا سفر اختیار کیا۔ طلبا نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال اور الوداع کے مواقع پر ترانے پڑھے، آپ کی اقتدا میں نمازیں ادا کیں اور مختلف ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ نیز اساتذہ و طلبا کو حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ایک یادگار تصویر بنوانے کا شرف بھی نصیب ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک!

مجلس خدام الاحمدیہ جامعہ

خدام الاحمدیہ کے نئے ٹرم کے لئے قائد مجلس خدام الاحمدیہ جامعہ کا انتخاب زیرِ صدارت سابق معتمد مقامی مکرم طاہر احمد صاحب منعقد ہوا۔ مجلس جامعہ احمدیہ کے نئے قائد قاسم گھمن، متعلم درجہ ثالثہ منتخب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام اساتذہ و طلبا جامعہ احمدیہ کینیڈا کو اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے منشا کے مطابق خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ جامعہ احمدیہ کے اساتذہ اور طلبا کا گروپ فوٹو

(5 نومبر 2018ء مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ امریکہ)

جماعت احمدیہ ملٹن میں مشاعرہ کی ایک تقریب

رانا منور احمد، ناظم مشاعرہ

6 اکتوبر 2018ء بروز ہفتہ ایک چرچ میں جماعت احمدیہ ملٹن کے زیرانتظام ایک مشاعرہ کی تقریب منعقد ہوئی۔جس کی صدارت مکرم پروفیسر کرامت راجپوت صاحب نے کی۔ اہلِ ذوق کی ایک بڑی تعداد اپنے محبوب شعرا کو سننے کے لئے موجود تھی۔

خواتین کے لئے مشاعرہ سننے کے لئے الگ انتظام تھا اوروہاں پر بڑی سکرین لگادی گئی تھی۔

مغرب اور عشا کی نماز ادا کرنے کے بعدایک پُر تکلف عشائیہ سے مہمانانِ گرامی کی تواضع کی گئی ۔ مشاعرہ کے تمام اخراجات احباب نے اپنی جیب سے ادا کئے جواردو زبان اور شاعری سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔کھانے کےفوراً!بعدمشاعرہ کا آغاز ہوا جورات گیارہ بجے تک جاری رہا۔

آغاز

اس مشاعرہ کا ناظم راقم الحروف منور احمد رانا تھا۔درج ذیل مضمون سے مشاعرہ کا آغاز کیا۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریرِ خامہ نوائے سروش ہے

انسانی ذہن جب بھی شعوراور لاشعوری سطح پرلطیف جذبات کے زیراثرایک خاص ارتعاش حاصل کرتا ہےتو آفاقی حقیقتوں اور عالمگیر سچائیوں سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے۔ غالب اپنے شعر میں غیب کی آواز لکھتے نظر آرہے ہیں جوذہن کی وہی حالت ہے جہاں ایسی آوازیں سنائی دیناشروع ہوجاتی ہیں۔

پاتا ہوں اس سے داد کچھ اپنے کلام کی
روح القدس اگرچہ میرا ہم زباں نہیں

ایک اچھا شاعر ہیرے سے بھی زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔وہ خودکو معاشرتی آلودگیوں اورتعصّبات سے پاک رکھتا ہے۔اپنی ساری زندگی داؤ پرلگا کر ہماری خاطر سچ کا کھیل کھیلتا ہےاوربعض اوقات اس کے عوض اپنی جان کوقربان کرڈالتا ہے۔جان ایلیا کہتے ہیں۔

بے دلی کیایونہی دن گزر جائیں گے
صرف زندہ رہے ہم تو مرجائیں گے

آفاقی شاعرصرف زندہ نہیں رہتے بلکہ تلاشِ حق اور صاف گوئی کی خاطرمٹ جاتے ہیں تا کہ وہ احساس زندہ ہو جوہمیں انسان بناتا ہے۔

ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ آج ہمارے درمیان ایسے سچے اورسُچے شاعر موجود ہیں جوہمیں دنیا کی خوبصورت ترین ادبی زبان اردوکی سیر کروائیں گے اور ہمارے ذہنوں کواس سطح پراٹھائیں گے جہاں افق کے پاروہ دیس بھی نظر آتے ہیں۔

زبان کوئی بھی ہو یہ ایک شفاف میڈیم نہیں ہے۔ یہ حقیقت کو آلودہ کرتی ہے یعنی اپنے رنگ میں رنگ دیتی ہے۔ زبان اور خامشی سے خامشی افضل ہےاورآواز سے کہیں زیادہ طاقتور۔اسی لئے تو ہمارے محبوب شاعرعبیداللہ علیم مرحوم کہا کرتے تھے کہ استغراق تخلیقی شاعری کے لئے بےحدضروری ہے۔انسانی رازوں کے عمیق رازوں میں اترنے کے لئے خامشی سے بہتر پیرائیہ ممکن نہیں۔اسی لئے تواولیاءاورصوفیاءاپنے ذہنوں کوصوت کے پردے میں نہ سنی جانے والی آواز پرمرکوز کرتے ہیں اور بعینہ ایک اچھا شاعربھی زبان کی آخری سرحد پرملتا ہے جہاں زبان اورخامشی آنکھ مچولی کھیلتے ہیں۔غالباًایسے ہی کسی شاعریاشخص کے لئےعبیداللہ علیمؔ مرحوم لکھتے ہیں۔

تم اصل ہو یا خواب ہو تم کون ہو
تم مہر ہو، مہتاب ہو، تم کون ہو
جو آنکھ بھی دیکھے تمہیں سرسبز ہو
تم اس قدر شاداب ہو، تم کون ہو
تم لب بہ لب، تم دل بہ دل، تم جاں بہ جاں
اک نشہ ہو، اک خواب ہو، تم کون ہو
میں تو ابھی برسا نہیں دو بوند بھی
تم روح تک سیراب ہو تم کون ہو
یہ موسمِ کمیابی گل کل بھی تھا
تم آج بھی نایاب ہو تم کون ہو

یہ محفل اپنے سامعین کے بغیرکوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ آپ سب کی تشریف آوری کا دِل کی اتھاہ گہرائیوں سےشکریہ۔منشی نبی بخش فقیر غالب کے سب سے اول سامع تھے۔ان کے بارہ میں غالب کہتے ہیں۔

”میں حیران ہوں کہ منشی نبی بخش کوکس درجے کی سخن فہمی اور سخن سنجی عنایت ہوئی ہے۔گوزمانہ اورآسمان میرا کیسا ہی مخالف ہو میں اس شخص کی دوستی کی بدولت زمانے کی دشمنی سے بےفکر ہوں اوراس نعمت پردنیا سے قانع۔“

(غالب معنی آفرینی ،جزلیاتی وضع،شونیتا اورشعریات، از گوپی چندنارنگ)

تصور کیجیے کہ آج جہاں تمام عالمِ اردو غالب کی شاعری پرفخر کرتا ہے،غالب اپنے ایک حقیقی سخن فہم کےاوپر ساراعالم فدا کرنے کے لئے تیارنظر آتے ہیں۔ہمیں یقین ہے کہ ایسے بےشمار حرف شناس اورلفظ فہم یہاں موجود ہیں جن کی بدولت یہ مشاعرہ ہمیشہ چمکتااوردمکتا ہے۔عاجزی اورانکساری اپنی جگہ، فی الوقت ہمارے ان نیم شب مشتقیوں کے لئے اپنے دل اور داد کے سارے کواڑ کھول دیجیے۔

انسانی طلب کی انتہا تحیر ہے۔بیدل سے اچھے شاعر کی تعریف پوچھی گئی تواس نے جواب دیا،”شعرخوب معنی ندارد“ کہ اچھے شعر کے کوئی معنی نہیں ہوتے یعنی اسے سمجھا یانہیں جاسکتا اس لئے معزز خواتین وحضرات آج کی شام ان سخنوروں کی گرہوں کو کھولئے اور ان کے استغراق کومحسوس کیجیے،اپنے ذہنوں کوتمام سمتوں میں کھلنے دیجیے۔آیئے اس خوبصورت شام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہیں۔

اس کے بعد درج ذیل شعرا نے اسی ترتیب سے اپنے کلام سے نوازا:

مکرم محمد یوسف گجراتی صاحب

جے ملنا خدا نوں محمدؐ نوں مل تو
محمدؐ خدا نوں ملا جاندا اے
محمدؐ دارتبہ خدا جاندا اے
یا او جانے جو اکھیاں لگا جاندا اے

مکرم اقبال چوہدری صاحب

بات جانے کی نہیں کس نے روکا تھا
دکھ اس بات کا جس انا سے وہ نکلا تھا
ممکنہ کاموں میں یہ کام تو ہو سکتا تھا
آخری بار سہی اک بار مل تو سکتا تھا

مکرم مبارک احمد چوہدری صاحب

لذتِ تصویر تھی کہ دل ہی مائل ہوگئے
اس نے کچھ بولا نہیں ہم پھر بھی قائل ہوگئے
تیری میری بات کے معنی نکل آتے مگر
لفظ جو بولے گئے وہ لفظ حائل ہوگئے

مکرم سعید احمد قریشی صاحب

احساس ہو تو درد کا ساماں بہت ہے
بے حس کے لئے زندگی آسان بہت ہے
ہے کتنا ستم آدمی پہچان کو ترسے
گزرا ہوں تیرے شہر سے پتھر نہیں برسے

مکرم عبدالحمید حمیدی صاحب

تجھے ملنے کی خاطر میں اکیلا ہی چلا آیا
اکیلا تھا سو اپنے ساتھ خود کو بھی بلا لایا

جو دل کے تارتم چھیڑو تو سُر کی عید ہو جائے
چراغاں راگنی کا ہو غزل تمہید ہو جائے

مکرم بابر عطا صاحب

پتھروں کو موم کرنا تو کوئی مشکل نہیں
شرط یہ ہے بات میں تاثیر ہونی چاہئے
خون چھڑکا تھا چمن کی آبیاری کے لئے
ایسا لگتا ہے ہمیں پھر آزمایا جائے گا

مکرم ناصر اقبال صاحب

مجھے خاموش رہنے دو کہ اتنا شور ہے اندر
جسے تم سہہ نہ پاؤگے، جسے میں کہہ نہ پاؤں گا
آزمانے کی کیا ضرورت ہے
یاد آنے کی کیا ضرورت ہے
اب یہ سوچا ہے پیرہن بدلوں
دل دکھانے کی کیا ضرورت ہے

مکرم ریحان بشارت صاحب

ہماری طرح یہاں کب کوئی نبھاتا ہے
محبتوں کا سلیقہ ہمیں کو آتا ہے
کئی شبوں سے وہ جاگا ہوا سا ہے خود بھی
جو جاگنے کی مرے داستاں سناتا ہے

مکرم رشید ندیم صاحب

روز ملتی تھی گلی میں ہمیں آتے جاتے
اب ہوا کتنے زمانوں سے یہاں آئی نہیں
کرنے آتا ہوں کوئی بات ضروری تم سے
مرے اشعار فقط قافیہ پیمائی نہیں

مکرم افضال نوید صاحب

جب بھی شہر کو چھوڑ کے جانا پڑتا ہے
اپنا ملبہ آپ اٹھانا پڑتا ہے
اپنی قسمت آپ بنانی ہوتی ہے
اپنا چکر آپ چلانا پڑتا ہے

مکرم مظفر منصور صاحب

تم گئے لذتِ حیات گئی
زندگی جب بجھی تو رات گئی
صرف تجھ سے تو ایک میں بچھڑا
میری تو ساری کائنات گئی

مکرم پروفیسر کرامت راج صاحب، صدرِ مشاعرہ

تو نے جو بات کہی بن گئی وہ سخنِ جہاں
بات یوں پھیل گئی جگ کے کناروں میں تری
ہم نے سیکھا نہیں بزدل کی طرح سے جینا
شیر ہی پلتے ہیں بے خوف کچھاروں میں تری
تیرے خرمن کو جلا ڈالے کوئی کس کی مجال
تیرے شاہینوں کا ڈیرہ ہے مچانوں میں تری

اس مشاعرہ کے انعقاد کے لئے درج ذیل احباب نے انتھک محنت کی جس کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

مکرم صفی راجپوت صاحب و بیگم صاحبہ و فیملی کے دیگر افراد، مکرم ظفر محمود صاحب، مکرم جمشید محمود صاحب، مکرم ذکا رانا صاحب، مکرم حبیب اللہ طارق صاحب، مکرم مدثر پراچہ صاحب، مکرم مسعود احمد ملک صاحب، مکرم مخیرّ راجپوت صاحب، مکرم سعد اسد صاحب، مکرم منصف انعام صاحب، مکرم معیز ظفر صاحب، مکرم عبدالمھیمن صاحب، مکرم زیرک رانا صاحب و دیگر خواتین و حضرات۔

مشاعرہ کے اختتام پر مکرم کرنل (ر) محمد اسلم راجہ صاحب نے دعا کرائی اور یوں ایک یادگار شام اپنے اختتام کو پہنچی۔

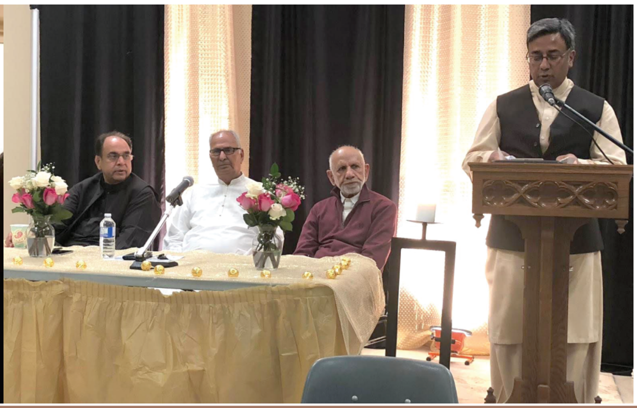

بقیہ از خلاصہ جات خطباتِ جمعہ

ایک روایت میں ہے کہ مکہ میں رسول اللہ صلعم کے بعد علی الاعلان قرآن پہلی بار آپؓ نے پڑھا۔ایک مرتبہ مکہ میں مسلمانوں نے چاہا کہ قریش کے سامنے علی الاعلان قرآن پڑھا جائے تو حضرت عبداللہؓ نے کہا میں اس کے لئے تیار ہوں۔لوگوں نے کہا کہ آپؓ کمزور آدمی ہیں کسی با اثر آدمی کو ایسا کرنے دیں تا کہ مکہ کے لوگ ان کو زیادہ مت ماریں۔آپؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میری حفاظت کرنے والا ہے۔ چنانچہ اگلے دن چاشت کے وقت خانہ کعبہ کے پاس آپؓ نے قرآن کی بالجہر تلاوت فرمائی۔جب لوگوں نے جان لیا کہ یہ رسول اللہ صلعم والا کلام ہے تو وہ فوراً آ گئے اور حضرت عبداللہؓ کو خوب مارا۔جب آپؓ لوٹے تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپؓ کو نہ کہا تھا کہ ایسا مت کریں۔آپؓ نے جواباً کہا کہ یہ خدا کے دشمن میری نظر میں اتنے حقیر کبھی نہ تھے جتنے اس وقت تھے جب یہ مجھے مار رہے تھے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور لمبا عرصہ آپؓ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت کی۔ آپؓ رسول اللہ صلعم کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے۔آپؓ ان صحابہؓ میں سے تھے جنہیں رسول اللہ صلعم نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دی تھی۔آپؓ اس قدر اپنی سیرت اور کردار میں رسول اللہ صلعم سے ملتے تھے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے صحابہ یہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ سب سے زیادہ تشبیہ رکھنے والا شخص حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، رسول اللہ صلعم کے ساتھ رات کے وقت گزر رہے تھے تو حضرت عبداللہؓ کو دیکھا جو نماز پڑھ رہے تھے اور قرآن کی تلاوت جاری تھی۔رسول اللہ صلعم کو آپؓ کی نماز اور نماز میں قرآن کی تلاوت اس قدر پسند آئی کہ آپؐ نے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو تم مانگو گے وہ تمہیں عطا کیا جائے گا۔ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ شخص علم سے بھرا ہوا ایک بڑا برتن ہے۔حضرت عمرؓ کے دور میں آپ نے اہلِ کوفہ کی تربیت کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو بھیجا۔اور ان کو لکھا کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو تمہارے لئے اپنے سے بھی بہتر سمجھتا ہوں۔

آپؓ کی وفات کے قریب ایک مرتبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؓ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپؓ کو کوئی شکایت تو نہیں ہے۔آپؓ نے فرمایا کہ اگر شکایت کا پوچھتے ہیں تو مجھے اپنے گناہوں کے متعلق شکایت ہے کہ کتنے گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں۔حضرت عثمانؓ نے پوچھا کہ کیا آپؓ کو کسی چیز کی ضرورت ہے۔تو آپؓ نے جواباً فرمایا کہ مجھے صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ضرورت ہے۔حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو کوئی وظیفہ مقرر کر دیا جائے جو آپؓ کی لڑکیوں کے بھی کام آ جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ کیا آپؓ کو میری بیٹیوں کے متعلق کوئی خدشہ ہے۔میں نے اپنی لڑکیوں کو کہا ہے کہ روز سورۃ واقعہ پڑھ لیا کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے کہ جو شخص روز رات کو سورۃ واقعہ پڑھے گا وہ کبھی بھی رزق کا محتاج نہ ہوگا۔

آپؓ کی وفات سے قبل حضرت عثمانؓ نے آپؓ کو کوفہ سے واپس مدینہ بلا لیا۔لوگ نہیں چاہتے تھے کہ آپؓ واپس جائیں اور کوفہ والوں نے آپؓ سے درخواست کی کہ آپؓ یہاں ہی رہیں ہم آپؓ کی حفاظت کریں گے۔لیکن آپؓ نے فرمایا کہ خلیفۂ وقت کی اطاعت میرے لئے واجب ہے۔آپؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان چمکتے ستاروں کے طور وطریق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

بقیہ از مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب کی یاد میں

آپ کی شخصیت کا ایک نمایاں پہلو طبیعت میں حجاب تھا۔خود کو چھپا کر رکھنا چاہتے تھے اپنے اشعار کو بھی حجاب میں رکھے رکھا۔آپ عجب طبیعت کے شاعر تھے کہ اپنا مجموعہ کلام بھی شائع نہ کروانا چاہتے تھے۔لیکن آپ کے شعر کمال درجہ کی مقصدیت اور شعری حسن رکھتے تھے آپ کو داد سخن شناس تو ملتی رہی۔آپ کے جوہر کو آپ کے آقا نے شناخت کیا ہوا تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ارشاد پر آپ کا مجموعہ کلام ''اشکوں کے چراغ'' انصار اللہ پاکستان کی طرف سے شائع ہو کر شہرہ آفاق پذیرائی پا گیا اور اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

طبیعت کے اس حجاب کا ذکر آپ کے ان دو اشعار میں بھی ہوتا ہے۔جو آپ کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔

مجھ کو میرے رو برو نہ کرنا
اتنا بے آبرو نہ کرنا
میں اپنی تلاش کو چلا ہوں
مضطر! میری جستجو نہ کرنا

آپ کی طبیعت کے حجاب کی ایک مثال آپ کی کالی عینک بھی تھی۔آپ کالی عینک کا استعمال کرتے تھے۔اس کی وجہ بھی دوسروں کا سامنا نہ کرنا اور اپنے آپ کو چھپا کے رکھنا تھا۔آپ نے کالی عینک کا ذکر اپنے پنجابی کلام میں بھی کیا ہے کہ

اکھاں دی رکھوالی رکھ
عینک پاویں کالی رکھ

آپ کے اشعار اور منظوم کلام پر تبصرہ تو ایک کہنہ مشق شاعر ہی کر سکتا ہے۔لیکن آپ کے شعر سن کر روح وجد میں آ جاتی ہے۔ مجھے ایک لمبا عرصہ آپ کا کلام مشاعروں میں بزبانِ شاعر سننے کا موقعہ ملا۔اب بھی ایم ٹی اے پر آپ کا کلام کانوں میں رس گھولتا ہے۔

نظم کے ساتھ نثر میں آپ کی خدمات فنِ ترجمہ کی صورت میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ A Man of God کا ترجمہ ''ایک مردِ خدا'' کی صورت میں ایسی خوبصورتی سے کیا ہے کہ مصنف کے جذبات بھی گویا آپ نے ترجمہ کر ڈالے۔ترجمہ پڑھتے ہوئے یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ ہے بلکہ اصل تحریر کا گمان ہوتا ہے۔ اُردو، انگریزی دونوں زبانوں پر عبور تھا۔جس کی بدولت دونوں زبانوں کی کتب کا ترجمہ آپ کی زبان دانی اور تبحرِ علمی کی مثال ہے۔

پروفیسر محمد علی صاحب دردمند دل اپنے سینہ میں لیئے ہوئے تھے۔زندگی بھر کئی درد سینے میں دبائے رکھے۔آپ غیروں کا درد سینہ میں لئے ہوئے ان کو شعروں میں ڈھال دیتے تھے۔نجی زندگی میں بعض تلخیاں بھی اس کو تازہ رکھتی تھیں۔عشق الٰہی میں سرشار آپ کا دردمند دل ان الفاظ میں بول اُٹھتا ہے۔

آنسو ہوں اگر تمہیں میسر
پانی سے کبھی وضو نہ کرنا

مکرم خضر حیات صاحب، شعبہ جائیداد کینیڈا کے مسجد فنڈ میں عطیات دینے والے ننھے مجاہدین
دائیں سے بائیں: شمائلہ حبیب، انصاف احمد جاذب، مکرم امیر صاحب، ثمر حیات
(17 ستمبر 2018ء)

اعلانات

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ گزٹ میں شائع کروانے کے لئے اعلانات جلد از جلد لکھ کر بھجوایا کریں۔ نیز اعلانات مختصر مگر جامع اور مکمل ہوں۔ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلی فون یا سیل نمبر ضرور لکھیں

اعلان نکاح

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مکرم عامر محمود ظہور صاحب ،سکاربرو کی صاحبزادی محترمہ عزہ یاسمین ظہور صاحبہ کا نکاح مکرم ملک محمد احمد صاحب ابن مکرم فصیح الدین ملک صاحب، مارکھم سے بعوض دس ہزار کینیڈین ڈالر ($10,000) حق مہر تجویز ہوا ہے۔

مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے 11 مئی 2018ء کو نماز جمعہ کے بعد مسجد بیت الاسلام میں اس نکاح کا اعلان فرمایا۔ اور اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی۔

ادارہ اس خوشی اور مسرت کے موقع پر مذکوہ بالا خاندانوں کے افراد کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ان کے خاندانوں اور جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

دعائے مغفرت

نماز جنازہ حاضر

☆ مکرم چوہدری نذر حسین صاحب

30 اکتوبر 2018ء کو مکرم چوہدری نذر حسین صاحب ، سکاربرو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ انہوں نے بچوں اعلیٰ تربیت کی ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر لنگر خانہ میں ڈیوٹی دیتے رہے۔ سکاربرو مختلف حیثیتوں خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ نظام جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔

2 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا صادق احمد صاحب مربی مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا صاحب موصوف نے ہی دعا کرائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ بشیراں بیگم صاحبہ، پانچ بیٹے مکرم اظہر حسین صاحب، مکرم مظہر حسین صاحب، مکرم اطہر حسین صاحب، مکرم اشعر حسین صاحب، مکرم فخر حسین صاحب ٹورانٹو، دو بیٹیاں محترمہ شگفتہ حسین صاحبہ، محترمہ بشریٰ حسین صاحبہ پیس ویلج ، یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم غلام سرور صاحب

7 نومبر 2018ء کو مکرم غلام سرور صاحب، بریمپٹن 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، نیک، دعا گو، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔

9 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز جمعہ کے بعد مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب لوکل امیر مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کے فوراً بعد بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا شاہ رخ رضوان عابد صاحب مربی بریمپٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ، تین بیٹے مکرم بشارت احمد صاحب، مکرم ظفر حیات صاحب بریمپٹن، مکرم طاہر صاحب امریکہ دو بیٹیاں محترمہ ثمینہ راشد صاحبہ، محترمہ نعیمہ احمد صاحبہ، بریمپٹن، دو بھائی مکرم چوہدری غلام احمد صاحب پاکستان، مکرم چوہدری سلیم احمد صاحب جرمنی، دو ہمشیرہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ جرمنی اور محترمہ نسیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم شفقت محمود صاحب، نیشنل سیکرٹری امور عامہ جماعت احمدیہ کینیڈا یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ کوثر پروین صاحبہ

9 نومبر 2018ء کو محترمہ کوثر پروین صاحبہ اہلیہ مکرم نصیر احمد صاحب، پیس ویلج 65 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پاکستان میں مختلف حیثیتوں سے لجنہ اماء اللہ میں خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، نیک، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔

11 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 12 نومبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت نے شرکت کی۔

مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر، دو بیٹے مکرم احمد اقبال گوندل صاحب، مکرم سلمان نصیر صاحب، تین بیٹیاں محترمہ منصورہ گوندل صاحبہ، محترمہ شازیہ مریم صاحبہ، محترمہ مومل نصیر صاحبہ، ایک بھائی مکرم زاہد مبین صاحب، دو بہنیں محترمہ نصرت بیگم صاحبہ پیس ویلج اور محترمہ امۃ القیوم صاحبہ وان یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ محترمہ ڈاکٹر لیلیٰ ارجمند صاحبہ

11 نومبر 2018ء کو محترمہ ڈاکٹر لیلیٰ ارجمند صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر دلاور حسین صاحب، مسس ساگا 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحومہ ہمدرد، خیر خواہ، خلیق اور ملنسار تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔

12 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الحمد مسس ساگا میں نماز عشاء کے بعد مکرم سید محمد احسن گردیزی صاحب لوکل امیر مسس ساگا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 13 نومبر کو بریمپٹن میموریل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم لوکل امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔

پسماندگان میں شوہر اور ایک بیٹی محترمہ دلارا عالم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد شفیق اللہ عالم صاحب ونی پیگ یادگار چھوڑے ہیں۔

☆ مکرم سید جمیل احمد صاحب

12 نومبر 2018ء کو مکرم سید جمیل احمد صاحب کنگ سٹی 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ اور مکرم حکیم سید خلیل احمد صاحب مونگھیری مرحوم کے صاحبزادے تھے جو صوبہ بہار انڈیا کے ابتدائی مربی سلسلہ تھے۔ مکرم پروفیسر سید شکیل احمد منیر صاحب مرحوم امیر و مشنری انچارج آسٹریلیا کے چھوٹے بھائی اور مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب مرحوم ناظر اصلاح وارشاد ربوہ کے بھانجے تھے۔

مکرم جمیل صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندوں میں باقاعدہ مالی تحریکات میں شمولیت کرنے والے، نیک، صالح، متقی، خلیق،

ملنسار، ہمدرد و خیر خواہ، حلیم الطبع، منکسر المزاج اور کم گو تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔

13 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز عشاء کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 14 نومبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم امیر صاحب نے ہی دعا کرائی۔ شدید سردی کے باوجود ہر دو مواقع پر کثیر تعداد میں احباب جماعت کے علاوہ یوکے اور امریکہ سے آئے ہوئے اعزا و اقارب نے شمولیت کی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الرشید صاحبہ کنگ سٹی، دو بیٹے مکرم سید مثیل احمد صاحب وان، مکرم سید منصور احمد صاحب لندن انٹاریو، دو بیٹیاں سابقہ صدر لجنہ اماء اللہ کینیڈا محترمہ سیدہ امۃ النور داؤد صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر سید محمد اسلم داؤد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا، محترمہ امۃ الولی صاحبہ یوکے، دو بھائی مکرم منور احمد نوری صاحب یوکے، مکرم سید مظفر احمد صاحب امریکہ اور ایک ہمشیرہ محترمہ قدسیہ احمد صاحبہ یوکے یادگار چھوڑی ہیں۔

☆ مکرم ظہور احمد صاحب

14 نومبر 2018ء کو مکرم ظہور احمد صاحب، ویسٹن جماعت 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نیک، صالح، خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے مخلص احمدی تھے۔ 37 سال تک صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے مختلف دفاتر میں خدمات بجالاتے رہے۔ یہاں پر ایک اچھے رضا کار تھے۔

16 نومبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا مرزا محمد افضل صاحب مربی پیس ویلج نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اگلے روز 17 نومبر کو نیشنل قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم مولانا عمران بھٹی صاحب مربی ویسٹن نے دعا کرائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ مسعودہ بیگم صاحبہ، دو بیٹے مکرم شکور احمد صاحب ٹورانٹو، مکرم محمد ارشد صاحب، پاکستان اور چھ بیٹیاں محترمہ شازیہ ناصر صاحبہ جرمنی، محترمہ راشدہ مجید صاحبہ تھائی لینڈ، محترمہ فوزیہ ظہور صاحبہ، محترمہ نازیہ وقار صاحبہ، محترمہ آسیہ ظہور صاحبہ صاحبہ، محترمہ عالیہ پروین صاحبہ، ٹورانٹو یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب

10 اگست 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم شیخ جمیل احمد رشید صاحب

16 جون 2018ء کو مکرم شیخ جمیل احمد رشید صاحب عمر 91 سال لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم شیخ محمود احمد رشید صاحب وان اور مکرم مقصود احمد رشید صاحب رچمنڈ ہل کے والد تھے۔

☆ مکرم چوہدری ناصر احمد مانگٹ صاحب

17 جولائی 2018ء کو مکرم چوہدری ناصر احمد مانگٹ صاحب، بعمر 67 سال لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نمازی اور جماعتی خدمات بجالانے والے تھے اور مکرم محمد ارشد مانگٹ صاحب پیس ویلج کے عزیزوں میں سے تھے۔

31 اگست 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم ملک لال خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا نے دو نماز جنازہ حاضر مکرم سید حسنات احمد صاحب او رمکرم چوہدری عنایت اللہ صاحب کے ساتھ درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ مکرم کرنل (ر) محمد احسان پراچہ صاحب

8 اگست 2018ء کو مکرم کرنل (ر) محمد احسان پراچہ صاحب، راولپنڈی 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ، مکرم محمد اکرام پراچہ صاحب ویسٹن از لنگٹن کے چھوٹے بھائی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ محترمہ، بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

☆ محترمہ بی بی عطیہ بیگم صاحبہ

13 اگست 2018ء کو محترمہ بی بی عطیہ بیگم صاحبہ عمر 81 سال، اسلام آباد میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ مکرم چوہدری مسعود احمد وینس کی اہلیہ، مکرم چوہدری شکر اللہ خان صاحب کی صاحبزادی اور حضرت چوہدری نصر اللہ خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ مکرم بابر نصر اللہ خاں صاحب پیس ویلج کی پھوپھی تھیں۔

☆ محترمہ ثریا نسرین صاحبہ

18 اگست 2018ء کو محترمہ ثریا نسرین صاحبہ اہلیہ مکرم کریم احمد شاد صاحب جرمنی عمر 70 سال وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم نصیر الدین صاحب پیس ویلج کی ہمشیرہ اور مکرم رؤف احمد صاحب شعبہ آئی ٹی کینیڈا کی پھوپھی تھیں۔

☆ مکرم میجر (ر) عبد الرشید خاں صاحب

25 اگست 2018ء کو مکرم میجر (ر) عبد الرشید خاں صاحب کراچی، 80 سال کی عمر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، مکرم یحیٰ خاں صاحب مرحوم پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور مکرم عبد اللطیف خاں صاحب المعروف ننھا کے چھوٹے بھائی تھے۔ مخلص اور فدائی احمدی تھے۔ مکرم محمد عثمان خاں صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ریکسڈیل کے بہنوئی تھے۔

☆ محترمہ شفقت منور صاحبہ

25 اگست 2018ء کو محترمہ شفقت منور صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری منور احمد صاحب لاہور 57 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر اور ایک بیٹا مکرم عدیل منور لاہور، ایک بیٹی محترمہ قرۃ العین صاحبہ لندن یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ جماعت احمدیہ کینیڈا کے معروف شاعر مرحوم عبد الغفور عبدل صاحب کی صاحبزادی، مکرم عبد النور ناصر صاحب، شعبہ امور عامہ کینیڈا، مکرم مبارک احمد صاحب کراچی، محترمہ شائستہ منصور صاحبہ کی ہمشیرہ، مکرم منصور ناصر صاحب وڈبرج، محترمہ بشریٰ ناصر صاحبہ احمدیہ ابوڈ آف پیس کی خالہ زاد اور محترمہ امۃ الواسع ارم صاحبہ اہلیہ مکرم فضل احمد شاہد صاحب پیس ویلج ساؤتھ ایسٹ کی تایازاد بہن تھیں۔

☆ مکرم ناصر احمد صاحب

29 اگست 2018ء کو مکرم ناصر احمد صاحب، خانیوال 73 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ 31 اگست کو ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ آپ کو مختلف جماعتی عہدوں پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی آپ نے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الباسط صاحبہ، دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ محترمہ مدیحہ کاشف

صاحب اہلیہ مکرم عطاء الحق کاشف صاحب وان کے والد محترم تھے۔

☆ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب

29 اگست 2018ء کو مکرم محمد ظفر اللہ ابن مکرم بشارت احمد صاحب، سید والا ضلع ننکانہ شریف جن کی گولڈ جیولری کی دکان کو ڈاکوؤں نے لوٹا اور واپسی پر فائرنگ کر کے ان کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کی عمر 30 سال تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ خلافت سے محبت کرنے والے مخلص احمدی تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 31 اگست 2018ء کو خطبہ جمعہ میں آپ کی شہادت کے واقعہ کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

آپ مکرم محمد ریاض صاحب ویسٹن نارتھ، مکرم محمد فیاض صاحب ایم ایل اے رائچانا، مکرم خالد محمود قمر صاحب، مکرم طاہر احمد صاحب، مکرم محمد ارشد صاحب مالٹن کے بھتیجے تھے۔

نماز جنازہ غائب

26 اکتوبر 2018ء کو مسجد بیت الاسلام میں نماز جمعہ کے بعد مکرم مولانا امتیاز احمد سرا صاحب مربی وان نے درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

☆ محترمہ سعادت سلطانہ صاحبہ

25 ستمبر 2018ء کو محترمہ سعادت سلطانہ صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ رفیع احمد شاہنواز صاحب یوکے، 61 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ خلیق، ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد اور خیر خواہ تھیں۔ مرحومہ نے پسماندگان میں شوہر اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ، مکرم عطاء الرؤف صاحب وان کی والدہ اور خواجہ انعام اللہ صاحب مخلص رضا کار بیت الاسلام کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ محترمہ مسرت بٹ صاحبہ

5 اکتوبر 2018ء کو محترمہ مسرت بٹ صاحبہ، وزیر آباد 60 سال کراچی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، مکرم محمد ارشد بٹ صاحب، پیس ولیج ساؤتھ ویسٹ کی ہمشیرہ تھیں۔

☆ مکرم قریشی مسعود احمد صاحب

19 اکتوبر 2018ء کو مکرم قریشی مسعود احمد صاحب، ملتان 65 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم، بریمپٹن جماعت کے مکرم محمود احمد ناصر صاحب، مکرم شریف احمد صاحب اور مکرم مسعود احمد ظفر صاحب کے ماموں زاد بھائی تھے۔

☆ محترمہ مسرت اشفاق صاحبہ

21 اکتوبر 2018ء کو محترمہ مسرت اشفاق صاحبہ اہلیہ مکرم اشفاق احمد صاحب، ملتان بعمر 71 سال کراچی میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ، مکرم قاضی رشید الدین صاحب سکار برو کی بہن تھیں۔

☆ مکرم شاہد احمد قریشی صاحب

26 اکتوبر 2018ء کو مکرم شاہد احمد قریشی صاحب ربوہ 77 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مکرم مولانا قریشی محمد افضل صاحب مرحوم مشنری مغربی افریقہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ ربوہ کے ابتدائی لوگوں میں افضل برادرز گول بازار والے بہت مشہور تھے۔

مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔ جنازہ اور تدفین کے موقع کثیر تعداد میں دوستوں اور طلبا نے شرکت کی۔ مرحوم نیک، صالح، صوم وصلوٰۃ کے پابند، مالی قربانیوں میں پیش پیش رہنے والے، غریب پرور، ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، حلیم الطبع، منکسر المزاج، اساتذہ کرام اور طلبا میں بے حد مقبول تھے۔ مخلص احمدی تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ مغربی افریقہ کے احمدیہ سیکنڈری سکولوں، گورنمنٹ سکولوں اور بعد کو نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں پڑھاتے رہے اور وہیں سے سبکدوش ہوئے۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ آصفہ بیگم صاحبہ، دو بیٹے مکرم نعمان قریشی صاحب ٹورانٹو، مکرم ہشام قریشی صاحب امریکہ، ایک صاحبزادی محترمہ میمونہ سید صاحبہ اہلیہ مکرم مدثر احمد اعوان صاحب ویسٹن اور دو بھائی مکرم قریشی طاہر احمد صاحب وان، مکرم قریشی ہارون احمد صاحب ٹورانٹو یادگار چھوڑے ہیں۔

آپ مکرم محمد دانیال خاں صاحب AIMS کینیڈا کے بہنوئی تھے۔ مرحوم کے اور بھی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

☆ مکرم کرنل (ر) نسیم احمد صاحب

31 اکتوبر 2018ء کو مکرم کرنل (ر) نسیم احمد سیفی صاحب اسلام آباد میں بقضائے الٰہی 71 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ مکرم مولانا صالح محمد صاحب مرحوم مشنری مغربی افریقہ کے صاحبزادے تھے۔ مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مخلص احمدی تھے۔ نظام جماعت اور خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ ہمدرد و خیر خواہ، خلیق، ملنسار، مہمان نواز، خوش مزاج، ہاکی اور کرکٹ کے مشہور کھلاڑی تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ محترمہ امۃ الرافع صاحبہ اور ایک بیٹا مکرم کرنل کلیم احمد صاحب اسلام آباد یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم کے بڑے بھائی مکرم صادق احمد صاحب ویسٹن ساؤتھ، بڑی بہن محترمہ شاہدہ محمود صاحبہ اہلیہ مکرم قریشی محمود احمد صاحب وینکوور میں ہیں۔ مرحوم کے اور بھی اعزا و اقارب کینیڈا میں مقیم ہیں۔

ادارہ ان مرحومین کے تمام ورثاء سے دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے، ان کے تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور اپنے خاندان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ٹیکس چوری، چندوں میں کم آمد لکھوانا اور خدا کی پکڑ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 اکتوبر 2018ء کو مسجد سمیع ہیوسٹن، ٹیکساس امریکہ میں خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا:

"یہ خیال آ جائے کہ اگر میرا ٹیکس اتنا بنتا ہے، اس میں اتنی کمی کر دوں تو میرے پاس اتنی بچت ہو جائے گی۔ خیال آنا تو کوئی بات نہیں، اللہ تعالیٰ نہیں پکڑتا لیکن اگر اس پر عمل کیا، ٹیکس چوری کیا، حکومت کو نقصان پہنچایا یا سچ نہیں بولا، اپنے چندوں میں اپنی آمد کو کم لکھوایا تو پھر اللہ تعالیٰ پکڑتا ہے۔ اور بہت سارے ایسے تجربے ہیں، بہت سارے لوگوں کی مثالیں ہیں جن کی پھر آمدنی بھی اس طرح آہستہ آہستہ کم ہو جاتی ہے اور اسی سطح پر آ جاتی ہے جس پر وہ اپنی آمدنی ظاہر کر رہا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی میں بھی اور حکومت کے حق ادا کرنے میں بھی۔ فرمایا" تو پھر یہ گناہ قابل مواخذہ ہے۔ غرض جب دل عزم کر لیتا ہے تو اس کے لئے شرارتیں اور فریب کرتا ہے۔"